عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ماہنامہ

لولاک

ملتان

۱ محرم الحرام

۱۴۱۹ھ

مئی سنہ ۱۹۹۸ء

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی (الحدیث)

ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین (القرآن)

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ

ماہنامہ لولاک ملتان

بیاد مجاہد ختم نبوۃ حضرت مولانا تاج محمود رحمۃ اللہ علیہ

زیر سرپرستی

خواجۂ خواجگان حضرت مولانا خان محمد مدظلہ

پیر طریقت حضرت مولانا شاہ نفیس الحسینی مدظلہ

نگران اعلیٰ

فقیہ العصر حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی مدظلہ

چیف ایڈیٹر

صاحبزادہ طارق محمود

سب ایڈیٹر

حافظ احمد عثمان شاہد ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

رانا محمد طفیل جاوید

منیجر

قاری محمد حفیظ اللہ

رابطہ

دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ

حضوری باغ روڈ، ملتان

☎ 061 514122

Fex : 061 542277

شمارہ ۱/۲ ۳۵

قیمت فی شمارہ ۱۰ روپے

سالانہ ۱۰۰ روپے

بیرون ملک ۱۰۰۰ روپے پاکستانی

مجلس منتظمہ

حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری مدظلہ

صاحبزادہ حافظ محمد عابد ○ مولانا صاحبزادہ عزیز احمد

مولانا مفتی محمد جمیل خان ○ مولانا بشیر احمد

مولانا محمد اکرم طوفانی ○ مولانا جمال اللہ الحسینی

مولانا خدا بخش شجاع آبادی ○ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

مولانا مفتی حفیظ الرحمان ○ مولانا احمد بخش

مولانا محمد نذر عثمانی ○ مولانا غلام حسین

مولانا فقیر اللہ اختر ○ چوہدری محمد اقبال

مولانا قاضی احسان احمد ○ مولانا غلام مصطفیٰ

ناشر: صاحبزادہ طارق محمود، مطبع: تشکیل زیر پرنٹرز ملتان، مقام اشاعت: جامع مسجد ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آئینہ

ایک میان ـــــــ دو تلواریں............................اداریہ ۳

یہ موقف تو بدلنا ہی پڑے گا............................مولانا زاہد الراشدی ۶

نئی نسل کے مجرم............................صاحبزادہ طارق محمود ۸

شہادت جگر گوشہ رسول ﷺ............................مولانا ابوالکلام آزاد ۱۱

جماعتی سرگرمیاں............................ادارہ ۳۵

مجلس عمل علماء اسلام............................مولانا زاہد الراشدی ۴۱

اکابر کے خطوط............................ادارہ ۴۴

سچ جو شائع نہ ہو سکا............................علامہ ابو ٹیپو خالد الازہری ۴۷

اداریہ

ایک میان... دو تلواریں

شو آف پاور کے لحاظ سے گوجرانوالہ ریلی میں دو جماعتوں کا کلیدی کردار نمایاں رہا باقی نو جماعتوں میں سے کسی جماعت کا بینر نظر آیا اور نہ ہی جھنڈا دکھائی دیا۔ اس سے پاکستان عوامی اتحاد میں شامل اکثر جماعتوں کی سیاسی زبوں حالی کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ جن کے پاس کارکن ہیں نہ اپنا جھنڈا۔ اخباری اطلاعات کے مطابق ریلی میں شامل منہاج القرآن کے نوجوان "وزیراعظم طاہرالقادری" "اب راج کرے گا پروفیسر" کے پرجوش نعرے لگاتے رہے۔ پیپلزپارٹی کے جیالے حسب سابق "وزیراعظم بے نظیر" "اب راج کرے گی بے نظیر" کے علاوہ آئی آئی چھائی چھائی کے نعرے بلند کرتے رہے۔ اتحاد کے صدر علامہ طاہرالقادری نے کہا ہے کہ انہوں نے اپنے جماعتی کارکنوں کو ایسے نعرے لگانے کے لئے نہیں کہا تھا۔ بلکہ وہ از خود یہ نعرے لگا رہے تھے اگر محترم طاہرالقادری ایسے نعروں کو پسند نہیں کرتے تھے یا ان کی رضا مندی شامل نہیں تھی تو وہ اپنے کارکنوں کو با آسانی منع بھی کرسکتے تھے ویسے اس نعرے کا نشہ ہی ایسا ہے کہ اسے روکنا ناممکن ہے۔ پیپلزپارٹی کی چیئرپرسن بے نظیر بھٹو نے ان نعروں کا بہت برا منایا اور انہیں منانا بھی چاہیے تھا کیونکہ یہ نعرے انہوں نے اپنی ذات سے منسوب کررکھے ہیں۔ محترمہ تو واضح مینڈیٹ والے نواز شریف کو وزیراعظم تسلیم نہیں کرتیں طاہرالقادری تو دور کی بات ہیں۔ بیگم صاحبہ کس طرح گوارہ کرسکتی ہیں کہ ان کا خاندانی اور موروثی نعرہ کوئی اور ہائی جیک کرلے۔ یہ نعرہ تو ان کے والد مرحوم کی یادگار بھی ہے جنہوں نے وزیراعظم بننے کے لئے ملک کو دولخت کردیا تھا۔

کسی جماعت کا مخصوص نعرہ دوسری جماعت کو زیب نہیں دیتا اور نہ ہی کارکن یہ پسند کرتے ہیں کہ ان کے منہ کا نعرہ دوسروں کی زبان اختیار کرلے۔ "ہم بیٹے کس کے ـــــ قاضی کے" یہ جماعت اسلامی کے نوجوانوں کا مقبول نعرہ ہے اگر یہی نعرہ پیپلزپارٹی کے کارکن لگائیں تو جماعت والے یقیناً برا منائیں گے کیونکہ یہ جماعتی متوالوں کا نعرہ ہے جیالوں کا نعرہ نہیں ـــــ یہ الگ بات ہے کہ ایسا مخصوص نعرہ جیالوں کے منہ سے قطعی طور پر نہیں جچے گا۔ "وزیراعظم بے نظیر" "اب راج کرے گی بے نظیر" "جب تک سورج چاند رہے گا ـــــ" جیسے نعرے جیالوں کے ایجاد کردہ ہیں۔ جو انہوں نے اپنی پارٹی لیڈر کے لئے مخصوص کررکھے ہیں۔ "قائد انقلاب مصطفوی" کا نعرہ محترم طاہرالقادری کے لئے مخصوص ہے اگر کل کلاں

جیالوں نے بے نظیر بھٹو کے لئے قائد انقلاب مصطفوی کا نعرہ لگایا تو کیا منہاج القرآن یا عوامی تحریک والے برداشت کر سکیں گے؟ ہمیں ڈر ہے کہ نعروں کا تصادم اتحاد کے لئے کہیں جان لیوا ثابت نہ ہو جائے کیونکہ آگے پشاور ریلی بھی آرہی ہے کیا یہ اچھا نہیں کہ عوامی تحریک کے کارکن "وزیر اعظم طاہرالقادری" کی بجائے صدر پاکستان طاہرالقادری کے نعرے لگائیں۔ انہیں پاکستان عوامی اتحاد کا صدر بنانے کا مقصد بھی داڑھی بمقابلہ داڑھی ہی تھا۔ اتحاد کے تشکیل پاجانے کے بعد وزیر اعظم نواز شریف نے کہا تھا کہ ہمیں کوئی فکر نہیں ہمارے پاس بھی داڑھی والا صدر ہے۔ چیئرپرسن بے نظیر بھٹو کی ناراضگی اور جیالوں کی منہ زوری سے بچنے کا یہی ایک راستہ ہے۔

علامہ طاہرالقادری کسی سیاسی الائنس کے عوامی اجتماع میں پہلی بار آئے ہیں وہ بھی بڑی قوت وشوکت اور دھوم دھڑکے کے ساتھ۔۔۔۔۔۔ اس میں شک نہیں کہ پیپلزپارٹی میں پہلے والا دم خم نہیں رہا۔ اس کا الائنس میں آنا ہی اس بات کی دلیل ہے۔ موجودہ الائنس کا حقیقی مقصد حکومت کو انڈر پریشر کرکے زرداری کی رہائی کے لئے راہیں ہموار کرنا ہے چونکہ یہ کام پیپلزپارٹی تن تنہا سرانجام نہ دے سکتی تھی۔ اس لئے الائنس میں شامل ہونا اس کی مجبوری تھی بھٹو مرحوم کی رہائی کی تحریک کا حشر بے نظیر بھٹو کو اچھی طرح یاد ہوگا۔ تب پیپلزپارٹی اتنی کمزور بھی نہ تھی بے نظیر بھٹو نے ایک بزنس مین کی شریک حیات ہونے کے ناطے کبھی گھاٹے کا سودا نہیں کیا انہوں نے علامہ طاہرالقادری کو ذہنی طور پر قبول نہ کرتے ہوئے بھی قبول کیا ہے۔ پروفیسر طاہرالقادری کی اتحاد میں آمد سے بلاشبہ رونق بڑھی ہے لیکن درحقیقت پیپلزپارٹی کو رونق ملی ہے۔

انہیں لوگوں کے آنے سے تو میخانے کی عظمت ہے
قدم تو شیخ کے تشریف لائے بادہ خواروں میں

گوجرانوالہ ریلی میں ڈاکٹر صاحب کا پلڑا بھاری رہا بعض کالم نگاروں نے تو اسے "قادری شو" قرار دیا ہے اب دیکھیں پشاور ریلی کس کا شو ثابت ہوتی ہے قیاس ہے کہ پیپلزپارٹی اندرونی اختلافات کے باوجود اپنی بھرپور طاقت کا مظاہرہ کرے گی جہاں تک وزیر اعظم کے حوالہ سے نعروں کا تعلق ہے ان کا سلسلہ حسب سابق برقرار رہے گا۔ یہ تو خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ معاملہ صرف دو جماعتوں تک محدود ہے اگر ہر جماعت کے کارکنوں نے اپنے اپنے قائد کے نام سے وزیر اعظم کا نعرہ لگایا تو اتحاد کے پرزے فضا میں بکھر جائیں گے ابھی تو اتحاد کے باقی عہدے داروں کا قیام باقی ہے۔ پاکستان عوامی اتحاد کے صدر نے ۱۹۹۸ء کو انتخابات کا سال قرار دیا ہے

اگرچہ انہوں نے کوئی روحانی پیشین گوئی نہیں فرمائی بہتر ہوگا کہ اتحاد کے قائدین پشاور اجلاس میں آئندہ وزیراعظم کا فیصلہ بھی کرلیں۔ نواب زادہ نصراللہ خان کی تجویز شاید ڈاکٹر طاہرالقادری قبول نہ کریں اسمبلی میں زیادہ نشستیں حاصل کرنے والی جماعت کے سربراہ کو وزیراعظم بنایا جائے تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ ریلیوں میں جھنڈوں کی اکثریت والی پارٹی کے قائد کو کیا ملے گا؟ ڈاکٹر صاحب کو چوکنا رہنا چاہیے کہ کھیر وہ پکائیں اور کھا کوئی اور جائے۔۔۔۔۔ اتحاد کی تشکیل کے موقع پر تو انہوں نے بڑی ذہانت کا ثبوت دیا تھا۔ ریلیوں کے میدان میں ڈاکٹر صاحب کی جماعت نے پیپلزپارٹی سے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا ہے۔ وہ اپنی اس محنت کو رائیگاں نہیں جانے دیں گے۔ انہیں آئندہ وزیراعظم کا فیصلہ کرہی لینا چاہیے بلکہ وہ تو کرچکے ہوں گے کہیں ایسا نہ ہو کہ وزیراعظم کے نعروں کے شوق میں عزت سادات بھی جاتی رہے اور وزارت عظمیٰ بھی ہاتھ نہ آئے۔ اس وقت بے نظیر بھٹو کا مقابلہ نواز شریف سے نہیں طاہرالقادری سے ہے۔ "وزیراعظم طاہرالقادری" کے نعرے ان کا سکون تباہ کردیں گے ابھی تو چیئرپرسن نے ایسے نعروں کا نوٹس لیا ہے دیا نہیں۔۔۔۔۔ بڑے سچ کہتے ہیں۔ ایک میان میں دو تلواریں نہیں سماسکتیں۔

(بقیہ از ص ۷)

قادیانیوں کی ایک تعداد جماعت سے باغی ہوکر اپنے ووٹ اقلیتی خانوں میں درج کراتی ہے اور اسمبلیوں میں اپنے الگ ارکان منتخب کرتی ہے ان میں سے جو صورت بھی ہو یہ قادیانی جماعت کا داخلی معاملہ ہے اور "مولوی" پر بلاوجہ دانت پیسنے سے حقائق میں کوئی تبدیلی رونما نہیں ہوگی۔

باقی رہی بات موقف تبدیل نہ کرنے کی تو مرزا طاہر احمد سے پہلے بھی کئی بار عرض کیا جاچکا ہے کہ ان کا موقف انصاف' اصول' قانون' اور اخلاق کے کسی معیار پر پورا نہیں اترتا اس لئے اگر وہ ملت اسلامیہ کے اجتماعی دھارے میں واپس آنا چاہتے ہیں تو مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت اور وحی پر چار حرف بھیج کر امت میں واپس آجائیں ان کا پرجوش خیر مقدم کیا جائے گا' لیکن مرزا غلام احمد قادیانی کی تعلیمات پر ایمان رکھتے ہوئے مسلمانوں میں شامل ہونے کی ضد کبھی پوری نہیں ہوگی' کیونکہ یہ موقف نہیں ہٹ دھرمی ہے جسے انہیں بہرحال تبدیل کرنا ہی پڑے گا۔

مولانا زاہد الراشدی

یہ موقف تو بدلنا ہی پڑے گا

ہمارے ذہن پہ چھائے نہیں ہیں حرص کے سائے
جو ہم محسوس کرتے ہیں وہی تحریر کرتے ہیں

قادیانی جماعت کے سیکرٹری اطلاعات راجہ غالب احمد نے گزشتہ روز پریس کانفرنس منعقد کر کے مرزا طاہر احمد کا ایک بیان جاری کیا ہے جس میں کہا گیا ہے کہ مولوی صاحبان نے قادیانی جماعت پر جھوٹا الزام عائد کیا ہے کہ اس کے افراد نے حالیہ مردم شماری میں اپنا موقف تبدیل کر کے وہ فارم پر کر دیئے ہیں جن میں مسلمان ہونے کے لئے جناب محمد رسول اللہ ﷺ کو آخری نبی ماننا ضروری قرار دیا گیا ہے اور اس طرح انہوں نے خود کو غیر مسلم تسلیم کر لیا ہے اس پر مرزا صاحب نے " لعنت اللہ علی الکاذبین " کہتے ہوئے اعلان کیا ہے کہ ان کی جماعت اپنے موقف پر قائم ہے اور اس کے کسی فرد نے مردم شماری کا مذکورہ فارم پر نہیں کیا اور اگر کسی نے ایسا کیا ہے تو وہ "احمدی" نہیں رہا اس کے ساتھ ہی راجہ غالب احمد نے مذکورہ پریس کانفرنس میں کہا کہ جو افراد اقلیتی نشستوں پر منتخب ہو کر بطور احمدی اسمبلیوں میں موجود ہیں وہ "جعلی احمدی" ہیں اور ان کا قادیانی جماعت کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔

اصل قصہ یہ ہے کہ نئی نبوت اور نئی وحی کے دعویدار مرزا غلام احمد قادیانی کی تعلیمات پر ایمان لانے والے حضرات جب ملت اسلامیہ کے اجتماعی دھارے سے خود بخود الگ ہو گئے اور انہوں نے دنیا بھر کے ان تمام مسلمانوں کو اپنا ہم مذہب تسلیم کرنے سے انکار کر دیا جو مرزا غلام احمد قادیانی کی تعلیمات کو نہیں مانتے تو پرانے اور نئے مذہب کے درمیان امتیاز کا کوئی خط کھینچنا ضروری ہو گیا تاکہ دونوں کا الگ الگ تشخص قائم ہو اور کسی معاملہ میں باہمی اشتباہ پیدا نہ ہو' یہ ایک فطری ضرورت تھی جس کے لئے مفکر پاکستان علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے قادیانیوں کو مسلمانوں سے الگ ایک نئی امت قرار دینے کی تجویز پیش کی اور مسلمانوں کی دینی جماعتوں نے اس کو اپنا مطالبہ قرار دے کر پاکستان میں قادیانیوں کو دستوری طور پر غیر مسلم قرار دلوانے کی تحریک چلائی جو مختلف مراحل سے گزرتی ہوئی ۱۹۷۴ء میں اس نتیجہ پر پہنچی کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کی منتخب پارلیمنٹ نے مرزا غلام احمد قادیانی کے پیروکاروں کو متفقہ طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا۔ اسی بنیاد پر جداگانہ الیکشن میں

قادیانیوں کے لئے ان کی آبادی کے تناسب سے الگ نشستیں مخصوص کی گئیں اور مردم شماری کے فارموں میں انہیں اقلیتوں کے زمرے میں شامل کرتے ہوئے دستوری طور پر کسی بھی شخص کے مسلمان ہونے کے لئے یہ شرط عائد کردی گئی کہ وہ متعلقہ فارموں میں درج یہ عہد نامہ پر کرے کہ وہ جناب محمد رسول اللہ ﷺ کو اللہ کا آخری نبی تسلیم کرتا ہے اور ان کے بعد مرزا غلام احمد قادیانی سمیت کسی مدعی نبوت کی تعلیمات کو نہیں مانتا۔ قادیانیوں نے دستور پاکستان کا یہ فیصلہ تسلیم کرنے سے انکار کردیا اور وہ ۱۹۷۴ء کے بعد سے اب تک اس موقف پر مصر ہیں کہ وہ۔

☆ نئی نبوت اور نئی وحی کے دعویدار مرزا غلام احمد قادیانی کی تعلیمات پر ایمان رکھتے ہیں۔

☆ مرزا غلام احمد قادیانی کی تعلیمات پر ایمان نہ لانے والے دنیا بھر کے مسلمانوں کو اپنا ہم مذہب نہیں سمجھتے۔

☆ مسلمانوں سے الگ حیثیت تسلیم کرنے کے لئے بھی تیار نہیں ہیں۔

چنانچہ قادیانی جماعت نے بحیثیت جماعت مردم شماری اور جداگانہ الیکشن کا بائیکاٹ رکھا ہے مگر اس کے باوجود اسمبلیوں میں قادیانی نشستوں پر افراد بدستور منتخب ہو رہے ہیں اور اس وقت بھی موجود ہیں جو ظاہر ہے کہ خود کو "احمدی" لکھ کر "احمدیوں" کے ووٹوں سے ہی اقلیتی نشستوں پر منتخب ہوئے ہیں۔ حالیہ مردم شماری میں بھی اسی قسم کی صورتحال پیش آئی ہے کہ قادیانی جماعت نے مردم شماری کے بائیکاٹ کا اعلان کیا تھا' مگر کچھ افراد نے جداگانہ الیکشن میں اپنی نشستوں کو محفوظ رکھنے کے لئے خود کو مسلمانوں سے الگ "احمدی" کے طور پر درج کرالیا ہے تاکہ "بوقت ضرورت کام آئے" اور اس تضاد پر پردہ ڈالنے کے لئے مرزا طاہر احمد نے پرانی روایت کے مطابق "مولوی" کو جھوٹا قرار دے کر اپنے پیروکاروں کی نفسیاتی تسکین کا سامان فراہم کرنے کی کوشش کی ہے' حالانکہ مولوی غریب کا اس قصے سے کوئی تعلق نہیں ہے اور نہ ہی یہ کوئی نیا معاملہ ہے۔ سوال یہ ہے کہ اس وقت اسمبلیوں میں جو افراد "قادیانی" کے طور پر منتخب ہو کر سیٹوں پر براجمان ہیں وہ کون ہیں؟ اور وہ جن لوگوں کے ووٹوں سے منتخب ہو کر آئے ہیں وہ لوگ کون ہیں؟ اور ان کا اندراج مردم شماری اور ووٹ شماری میں "احمدی" کے طور پر کس نے کرایا تھا؟ اتنی بات ایک عام شخص بھی آسانی کے ساتھ سمجھ سکتا ہے کہ یہ صورتحال یا تو خود قادیانی جماعت کی قیادت کی پیدا کردہ ہے اور اس کی خفیہ حکمت عملی کا حصہ ہے تاکہ دستور کا فیصلہ تسلیم نہ کرنے کی ضد بھی قائم رہے اور اسمبلیوں کی سیٹیں بھی پر ہوتی رہیں یا پھر

(بقیہ ص ۵ پر)

نئی نسل کے مجرم

صاحبزادہ طارق محمود

حکومت جب بھی کسی اہم ملکی کام میں پاک فوج کی خدمات حاصل کرتی ہے تو اس سے پہلا تاثر یہ قائم ہوتا ہے کہ حکومت یہ کام کرنے میں مخلص ہے۔ درحقیقت باقی تمام ادارے اور سرکاری محکمے عوام میں اپنا اعتماد کھو بیٹھے ہیں۔ پنجاب حکومت نے فوج کی نگرانی میں ایسے 56 ہزار پرائمری سطح کے سکولوں کا سراغ لگانے کے لئے ایک خصوصی مہم کا آغاز کردیا ہے۔ جن کا عملہ کام کئے بغیر تنخواہیں وصول کررہا ہے۔ یہ سکول موقع پر موجود ہی نہیں ہیں۔ ایسے سکولوں کو گھوسٹ سکولوں کا نام دیا جارہا ہے۔ گھوسٹ (Ghost) انگریزی زبان کا لفظ ہے۔ جس کے معنی بھوت پریت' مردہ روح' جس کا وجود نہ ہو' وغیرہ کیا گیا ہے۔ عام فہمی کے لئے یوں سمجھئے کہ پنجاب بھر میں 56 ہزار ایسے بوگس سکول ہیں جو کاغذات کی دنیا میں تو وجود رکھتے ہیں لیکن عملاً" ان کا سرے سے کوئی وجود نہیں۔ ان کا خوش قسمت عملہ گھروں میں بیٹھے تنخواہیں وصول کررہا ہے۔

نام نہاد سکولوں کی تعداد کو مدنظر رکھ کر تھوڑا سا غور و فکر کیا جائے تو ہر محب وطن شہری خون کے آنسو رونے پر مجبور ہوجائے گا۔ اگر ہر پرائمری سکول میں بچوں کی اوسط تعداد 100 فرض کی جائے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ صرف پنجاب میں 60 لاکھ نونہالان وطن کو تعلیم سے محروم رکھ کر ظلم و ناانصافی کی انتہا کردی گئی ہے۔ بات صرف یہیں پر ختم نہیں ہوتی ذرا غور کیجئے کہ اس مکروہ دھندے سے ملک و قوم کو کس قدر نقصان پہنچایا جارہا ہے۔ بالفرض سکولوں میں عملہ کی تعداد دو یا تین افراد فی سکول شمار کی جائے تو ان کی تنخواہ تقریباً" چھ ہزار روپیہ ماہوار فی سکول بنتی ہے۔ گویا ایک محتاط اندازے کے مطابق 10 کروڑ روپیہ ماہانہ اور ایک ارب 20 کروڑ روپیہ سالانہ قومی خزانے سے لوٹا جارہا ہے۔ یہ سلسلہ آج سے نہیں گذشتہ کئی سالوں سے جاری ہے۔

وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے گذشتہ دنوں کہا کہ پنجاب میں ایسے 60 ہزار سکولوں کا پتہ چلا ہے۔ قبل ازیں انہوں نے یوم حمید نظامی کی تقریب میں خطاب کرتے ہوئے انکشاف کیا تھا کہ ایسے سکولوں کا موقع پر کوئی وجود نہیں۔ جبکہ بعض جگہ صورتحال یہ ہے کہ موقع پر سکول تو نہیں لیکن وہاں جاگیرداروں اور بااثر زمینداروں نے مویشی باندھ رکھے ہیں۔ پنجاب کے دیہی علاقوں میں ایسے سینکڑوں سکول

دستیاب ہوسکتے ہیں جنہیں درس وتدریس کی بجائے جاگیرداروں نے اپنے ذاتی اصطبل بنا رکھے ہیں۔ کاغذی سکولوں کا تعلق بھی دور دراز کے دیہات کے ساتھ ہے۔ محکمہ تعلیم بیوروکریسی نے ایک سازش کے تحت فوج کو شہری علاقوں کے سکولوں کی معائنہ مہم میں الجھا دیا ہے۔ ہمیں اس مطالبہ سے سو فیصد اتفاق ہے کہ جعلی سکولوں کی سراغ رسانی کے لئے اصل ٹارگٹ دور دراز کے دیہی علاقوں کو ہی رکھا جائے۔

من گھڑت سکولوں کا مکروہ دھندہ محکمہ تعلیم کے اعلیٰ افسران اور بااثر سیاسی شخصیات کی ملی بھگت کے بغیر ممکن نہیں۔ یہ سبھی کچھ جمہوریت کے کرشمہ سازیوں کا نتیجہ ہے۔ سابق وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو مرحوم کے دور میں پرائیویٹ تعلیمی اداروں کو قومی تحویل میں لیا گیا۔ نئے تعلیمی ادارے کھولنے کی آڑ میں فرضی سکولوں کا کاروبار اسی دور میں شروع ہوا۔ بڑا مینڈیٹ قوم اور ملک کے لئے فائدہ مند ہوتا ہے۔ تو کبھی کبھار نقصان دہ بھی ثابت ہوتا ہے۔ سرکاری محکموں میں کرپشن موجود تو تھی لیکن بھٹو دور میں کرپشن کی جڑیں مضبوط ہوئیں۔ کاغذات میں بھوت سکول پروان چڑھتے رہے۔ سابق وزیر اعظم محمد خان جونیجو کے زمانہ حکومت میں اقراء سکولوں کا قیام عمل میں آیا۔ ناجائز طریقوں سے دولت کھینچنے والوں نے اس سنہری موقع سے بھی خوب فائدہ اٹھایا۔ ایک ایک کمرہ پر مشتمل سکول کھولے گئے۔ جن کے لئے باقاعدہ فنڈز مہیا کئے گئے۔ اب یہ سکول غائب ہیں۔ لیکن ان کا عملہ تنخواہیں پارہا ہے۔ نام نہاد سکولوں کا قیام' عملہ کی تعیناتی اور بن پڑھائے تنخواہوں کی وصولی کا سلسلہ باقاعدگی سے جاری ہے۔ ایسے بوگس سکولوں کے بارے میں صدائے بازگشت کبھی کبھار سنائی تو دیتی رہی لیکن کسی حکومت کو محاسبہ کرنے کی توفیق نہ ہوسکی۔ پنجاب کے وزیر اعلیٰ مبارک باد کے مستحق ہیں انہوں نے ذاتی دلچسپی لے کر ایک نیک کام کا بیڑا اٹھایا ہے۔ فوج کے زیر نگرانی (1412) ٹیموں نے فرض شناسی سے اپنا کام شروع کردیا ہے۔ ابتدا" متعدد ہیڈ ماسٹر صاحبان اور محکمہ کے افسران گرفتار ہوچکے ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے جس عزم کے ساتھ جعلی سکولوں کے کاروبار کے خلاف آپریشن شروع کیا ہے اسے ادھورا چھوڑنے کی بجائے پایہ تکمیل تک پہنچائیں۔ یہ ان کا نئی نسل پر احسان ہوگا۔ ہر جمہوری دور میں سیاسی لوگ اپنے منظور نظر حامیوں کو نوازنے کے لئے "ایسے اندھے اداروں" میں بھرتی کرواتے ہیں۔ اگرچہ یہ کام بہت مشکل ہے۔ اگر وزیر اعلیٰ دل پہ پتھر رکھ کر ایسے تمام بااثر افراد کے خلاف تادیبی کاروائی کریں خواہ اس میں ان کی اپنی حکومت پارٹی کے لوگ ہی کیوں نہ ملوث ہوں۔ اگر موصوف بلا رو رعائیت اس مقصد میں کامیاب ہوگئے تو بلاشبہ یہ ان کا ایک بڑا کارنامہ شمار ہوگا۔

ہمارا تعلیمی معیار انحطاط پذیر ہے تو تعلیمی ماحول زوال پذیر ہے۔ اس قسم کے فرضی سکول فروغ

تعلیم کے حوالہ سے کس قدر ناقابل تلافی نقصان پہنچا رہے ہیں؟ تعلیم کے شعبہ کو ہمیشہ قدرو منزلت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ اور اسے مقدس پیشہ تصور کیا جاتا ہے۔ اگر ایسے پیشہ سے وابستہ لوگوں کی بدعنوانیوں اور لوٹ مار کا یہ عالم ہے تو پھر کانوں کو ہاتھ لگا کر اللہ توبہ کے سوا اور کیا کہا جاسکتا ہے۔

مرکزی حکومت بالخصوص وزیراعظم نواز شریف باقی صوبوں کی سطح پر ایسے بھوت سکولوں کا سراغ لگانے کے لئے احکامات جاری کریں۔ غیر معمولی اہمیت کے پیش نظر پورے ملک میں پاک فوج کی ٹیموں کی زیر نگرانی کالی بھیڑوں کو بے نقاب کیا جائے۔ تعلیم جیسے مقدس پیشہ کی بے حرمتی کرنے والے عدوان تعلیم کسی رعایت کے مستحق نہیں۔ طریقہ واردات کے پیش نظر انہیں مہذب ڈکیت کہا جاسکتا ہے۔ کروڑوں، اربوں روپیہ خرد برد کرنے والے قومی خزانے کے مجرم ہیں۔ ان کا جرم اس لحاظ سے ناقابل معافی ہے اور وہ قطعی رحم کے قابل نہیں۔ اس لئے کہ وہ نئی نسل کے مجرم ہیں۔

جن سکولوں کا عملی وجود ہے لیکن وہ قبضہ گروپوں کے ذاتی تصرف میں ہیں۔ انہیں واگذار کروانا بھی حکومت کی ذمہ داری ہے۔ جاگیرداروں اور بااثر زمینداروں کا یہ طرز عمل بھی قومی و ملکی بددیانتی کے مترادف ہے۔ گھوسٹ سکولوں کی بازیابی کے ضمن میں حالیہ مہم میں ضلع سرگودھا کے ایک نواحی گاؤں میں فوج نے چھاپہ مارا تو ایک سکول میں شراب کی چالو بھٹی پکڑی گئی۔ جب کہ دوسرے سکول میں جانور بندھے پائے گئے۔ اگر یہ سلسلہ جاری رہا تو نہ جانے کیا کیا کچھ برامد ہوگا۔ صوبہ سندھ میں چونکہ جاگیرداروں اور وڈیروں کا عملاً" راج ہے۔ اگر سندھ حکومت اس کار خیر میں حصہ لے اور صوبہ بھر میں تحقیقات کروائی جائے تو یقیناً" صوبہ سندھ میں ایسے ہزاروں سکول دستیاب ہوسکتے ہیں جہاں جاگیرداروں نے مویشی باندھ رکھے ہیں اور وڈیروں کے پالتو غنڈوں نے قبضہ کر رکھا ہے۔ ہماری بدقسمتی کہ قیام پاکستان کے بعد جاگیرداروں نے اتنی گرفت مضبوط کرلی کہ اقتدار پر انہی کا قبضہ ہوگیا۔ ہر حکومت ان کے ہاتھ کی چھڑی اور جیب کی گھڑی رہی ہے۔ یہ طبقہ خالصتاً" برطانوی سامراج کی یادگار ہے۔ جنہیں وفاداری بشرط استواری کی بنیاد پر جنگ آزادی میں غداری کے عوض جاگیریں دی گئیں۔ جاگیردار ایک مخصوص ذہنیت رکھتا ہے۔ وہ نہیں چاہتا کہ اس کے علاقہ میں تعلیمی مرکز قائم ہوں۔ مرعات یافتہ یہ طبقہ دوسروں کو مراعات سے محروم رکھ کر انہیں اپنے زیر نگیں رکھنا چاہتا ہے۔ تعلیمی اداروں سے شعور کی کرنیں پھوٹتی ہیں۔ جاگیردار اپنے علاقہ کو دسترخوان کی کھیر اور گھر کی جاگیر سمجھتا ہے۔ جاگیرداروں کا ملکی سیاست میں عمل دخل کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ ان کے بغیر کابینہ حلف نہیں

(بقیہ ۴۳ پر)

شہادت جگر گوشہ رسول ﷺ

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

مولانا ابوالکلام آزاد

۱۰ محرم الحرام وہ دن ہے جب منافقین کے ایک گروہ نے جگر گوشہ رسول اللہ ﷺ کو بمعہ ان کے رفقاء کے شہادت کے درجہ پر پہنچایا۔ تاریخ کا یہ اندوھناک واقعہ مسلمانوں کے دامن پر بدنما داغ ہے۔ اس واقعہ کی حقیقت کا اندازہ مولانا ابوالکلام آزاد کی اس تحریر سے آپ کو بخوبی ہو جائے گا۔

دنیا میں انسانی عظمت وشہرت کے ساتھ حقیقت کا توازن بہت کم قائم رہ سکتا ہے۔ یہ عجیب بات ہے کہ جو شخصیتیں عظمت وتقدس اور قبول وشہرت کی بلندیوں تک پہنچ جاتی ہیں دنیا عموماً" تاریخ سے زیادہ افسانہ اور تخیل کے اندر انہیں ڈھونڈنا چاہتی ہے اسی لئے فلسفہ تاریخ کے بانی اول ابن خلدون کو یہ قاعدہ بنانا پڑا کہ جو واقعہ دنیا میں جس قدر زیادہ مقبول ومشہور ہوگا اتنی ہی افسانہ سرائی اپنے حصار تخیل لے لیگی ایک مغربی شاعر گوئٹے نے یہی حقیقت ایک دوسرے پیرایہ میں بیان کی ہے وہ کہتا ہے انسانی عظمت کی حقیقت کی انتہا یہ ہے کہ افسانہ بن جائے۔

تاریخ اسلام میں حضرت امام حسین ؓ کی شخصیت جو اہمیت رکھتی ہے محتاج بیان نہیں خلفائے راشدین کے عہد کے بعد جس واقعہ نے اسلام کی دینی سیاسی اور اجتماعی تاریخ پر سب سے زیادہ اثر ڈالا ہے وہ ان کی شہادت کا عظیم واقعہ ہے بغیر کسی مبالغہ کے کہا جاسکتا ہے دنیا کے کسی المناک حادثے پر نسل انسانی کے اس قدر آنسو نہ بہے ہوں گے جس قدر اس حادثہ پر بہے ہیں۔ تیرہ سو برس کے اندر تیرہ سو محرم گذر چکے ہیں اور ہر محرم اس حادثہ کی یاد تازہ کرتا رہا ہے حضرت امام حسین ؓ کے جسم خونچکاں سے دشت کربلا میں جس قدر خون بہا تھا اس کے ایک ایک قطرہ کے بدلے دنیا اشک ہائے ماتم والم کا ایک ایک سیلاب بہا چکی ہے۔

بایں ہمہ یہ کیسی عجیب بات ہے کہ تاریخ کا اتنا مشہور اور عظیم تاثیر رکھنے والا واقعہ بھی تاریخ سے کہیں زیادہ افسانہ کی صورت اختیار کرچکا ہے اگر آج ایک جویائے حقیقت چاہے کہ صرف تاریخ اور تاریخ کی محتاط شہادتوں کے اندر اس حادثہ کا مطالعہ کرے تو اکثر صورتوں میں اسے مایوسی سے دوچار ہونا پڑے گا۔ اس وقت جس قدر بھی مقبول اور متداول ذخیرہ اس موضوع پر موجود ہے وہ زیادہ تر روضہ خوانی سے تعلق رکھتا ہے

جس کا مقصد زیادہ سے زیادہ گریہ وبکا کی حالت پیدا کردینی ہے حتی کہ تاریخی حیثیت سے بیان کردہ بعض چیزیں جو تاریخ کی شکل میں مرتب ہوئی ہیں وہ بھی دراصل تاریخ نہیں ہے روضہ خوانی اور مجلس طرازی کے موادہی نے ایک دوسری صورت اختیار کرلی ہے۔

اگر آج جستجو کی جائے کہ دنیا کی کسی زبان میں بھی کوئی ایک کتاب ایسی موجود ہے جو حادثہ کربلا کی تاریخ ہو تو واقعہ یہ ہے کہ ایک بھی نہیں۔

اہل بیت شروع سے اپنے تئیں خلافت کا زیادہ حق دار سمجھتے تھے امیر معاویہ ؓ بن ابی سفیان ؓ کی وفات کے بعد تخت خلافت خالی ہوا۔ یزید بن معاویہ پہلے سے ولی عہد مقرر ہوچکا تھا اس نے اپنی خلافت کا اعلان کردیا اور حسین ؓ ابن علی ؓ سے بھی مطالبہ کیا۔ حضرت امیرالمومنین علی ؓ نے کوفہ کو دارالخلافہ قرار دیا تھا اس لئے وہاں اہل بیت کرام کے طرف داروں کی تعداد زیادہ تھی۔ انہوں نے حضرت حسین ؓ کو لکھا کہ آپ تشریف لائیے، ہم آپ کا ساتھ دیں گے۔

آپ نے اپنے چچیرے بھائی مسلم بن عقیل کو اہل کوفہ سے بیعت لینے کے لئے بھیج دیا اور خود بھی سفر کی تیاریاں کرنے لگے۔ آپ کے دوستوں اور عزیزوں کو معلوم ہوا تو سخت مضطرب ہوئے وہ اہل کوفہ کی بے وفائی اور زمانہ سازی سے واقف تھے بنی امیہ کی سخت گیر طاقتوں سے بھی بے خبر نہ تھے۔ انہوں نے اس سفر کی مخالفت کی حضرت عبدالرحمٰن بن عباس ؓ نے کہا" لوگ یہ سن کر بڑے پریشان ہیں کہ آپ عراق جارہے ہیں مجھے اصلی حقیقت سے آگاہ کیجئے۔ "

حضرت حسین ؓ نے جواب دیا" میں نے یہ عزم کرلیا ہے آج ہی کل میں، میں روانہ ہوتا ہوں ۔" ابن عباس ؓ بے اختیار پکار اٹھے خدا آپ کی حفاظت کرے کیا آپ ایسے لوگوں میں جارہے ہیں جنہوں نے اپنے دشمن کو نکال دیا ہے اور ملک پر قبضہ حاصل کرلیا ہے اگر وہ ایسا کرچکے ہیں تو بڑے شوق سے تشریف لے جایئے لیکن اگر ایسا نہیں ہوا ہے حاکم بدستوران کی گردن دبائے بیٹھا ہے اس کے گماشتے برابر اپنی کارستانیاں کررہے ہیں تو ان کا آپ کو بلانا درحقیقت جنگ کی طرف بلانا ہے میں ڈرتا ہوں وہ آپ کو دھوکہ نہ دیں اور جب دشمن کو طاقتور دیکھیں تو خود آپ سے لڑنے کے لئے آمادہ نہ ہوجائیں مگر آپ اس طرح کی باتوں سے متاثر نہ ہوئے اور اپنے ارادہ پر قائم رہے۔

جب روانگی کی گھڑی بالکل قریب آگئی تو ابن عباس ؓ پھر دوڑے آئے "اے ابن عم، انہوں نے کہا" میں خاموش رہنا چاہتا تھا مگر خاموش رہا نہیں جاتا میں اس راہ میں آپ کی ہلاکت اور بربادی دیکھ رہا ہوں۔

عراق والے دغا باز ہیں ان کے قریب بھی نہ جایئے یہیں قیام کیجئے کیونکہ یہاں حجاز میں آپ سے بڑا کوئی نہیں ہے اگر عراقی آپ کو بلاتے ہیں تو ان سے کہئے پہلے مخالفین کو اپنے علاقہ سے نکال دو پھر مجھے بلاؤ اگر آپ حجاز سے جانا ہی چاہتے ہیں تو یمن چلے جایئے وہاں قلعے اور دشوار گذار پہاڑ ہیں ملک کشادہ ہے آبادی عموماً" آپ کے والد کی خیر خواہ ہے وہاں آپ ان لوگوں کی دسترس سے باہر ہوں گے خطوں اور قاصدوں کے ذریعے اپنی دعوت پھیلایئے گا مجھے یقین ہے اس طرح آپ کامیاب ہو جائیں گے۔ لیکن حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے جواب دیا

" اے ابن عم ! میں جانتا ہوں تم میرے خیر خواہ ہو لیکن میں اب عزم کر چکا ہوں۔ "

ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا" آپ نہیں مانتے تو عورتوں اور بچوں کو ساتھ نہ لے جایئے مجھے اندیشہ ہے کہ آپ ان کی انکھوں کے سامنے اسی طرح قتل نہ کر دیئے جائیں، جس طرح عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ اپنے گھر والوں کے سامنے قتل کئے گئے تھے۔ "

تھوڑی دیر خاموش رہنے کے بعد حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے جوش میں آکر کہا" اگر مجھے یقین ہوتا کہ آپ کے بال پکڑ لینے اور لوگوں کے جمع ہونے سے آپ رک جائیں گے، تو واللہ میں ابھی آپ کی پیشانی کے بال پکڑ لوں مگر آپ پھر بھی اپنے ارادے پر قائم رہے۔ " (ابن جریر ص ۱۷)

اسی طرح اور بھی بہت سے لوگوں نے آپ کو سمجھایا آپ کے چچیرے بھائی عبداللہ بن جعفر نے خط بھیجا" میں آپ کو خدا کا واسطہ دیتا ہوں کہ یہ خط دیکھتے ہی اپنے ارادے سے باز آجایئے کیونکہ اس راہ میں آپ کے لئے ہلاکت اور آپ کے اہل بیت کے لئے بربادی ہے اگر آپ قتل ہو گئے تو زمین کا نور بجھ جائے گا اس وقت ایک آپ ہی ہدایت کا نشان اور ارباب ایمان کی امیدوں کا مرکز ہیں سفر میں جلدی نہ کیجئے میں آتا ہوں۔ " (ابن جریر کامل، مقتل ابن حنف وغیرہ ذلک)

یہی نہیں بلکہ انہوں نے یزید کے مقرر کئے ہوئے والی عمر بن سعید بن العاص سے جا کر کہا" حسین ابن علی رضی اللہ عنہ کو خط لکھو اور ہر طرح مطمئن کرو " عمر نے کہا آپ خود خط لکھ لایئے میں مہر کر دوں گا چنانچہ عبداللہ نے والی کی جانب سے یہ خط لکھا " میں دعا کرتا ہوں کہ خدا آپ کو اس راستے سے دور کر دے، جس میں ہلاکت ہے اور اس راستہ کی طرف رہنمائی کر دے جس میں سلامتی ہے مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ عراق جا رہے ہیں۔ میں آپ کے لئے شقاق و اختلاف سے پناہ مانگتا ہوں میں آپ کی ہلاکت سے ڈرتا ہوں میں عبداللہ بن جعفر اور یحییٰ بن سعید کو آپ کے پاس بھیج رہا ہوں ان کے ساتھ واپس چلے آیئے میرے پاس آپ کے لئے امن، سلامتی، نیکی، احسان اور حسن جواز ہے خدا اس پر شاہد ہے وہی اس کا نگہبان اور کفیل ہے۔ والسلام

مگر آپ بدستور اپنے ارادے پر جمے رہے۔(ابن جریر وغیرہ ج ۶ ص ۲۱۹)

مکہ سے آپ عراق کو روانہ ہوگئے " صفاح " نامی مقام پر مشہور محب اہل بیت شاعر فرزدق سے ملاقات ہوئی۔ آپ نے پوچھا ! "تیرے پیچھے لوگوں کا کیا حال ہے۔" فرزدق نے جواب دیا "ان کے دل آپ کے ساتھ ہیں مگر تلواریں بنی امیہ کے ساتھ ہیں۔" فرمایا سچ کہتا ہے مگر اب معاملہ اللہ ہی کے ہاتھ ہے' وہ جو چاہتا ہے وہی ہوتا ہے۔ ہمارا پروردگار ہر لمحہ کسی نہ کسی حکم فرمائی میں ہے اگر اس کی مشیت ہماری پسند کے مطابق ہو تو اس کی ستائش کریں گے اگر امید کے خلاف ہو.. تو بھی نیک نیتی اور تقویٰ کا ثواب کہیں نہیں گیا ہے۔ یہ کہا اور سواری آگے بڑھائی۔

زرود نام مقام میں پہنچ کر معلوم ہوا کہ آپ کے نائب مسلم بن عقیل کو کوفہ میں یزید کے گورنر عبیداللہ بن زیاد نے اعلانیہ قتل کردیا اور کسی کے کان پر جوں تک نہ رینگی آپ نے سنا تو بار بار

انا للہ وانا الیہ راجعون .

پڑھنا شروع کیا بعض ساتھیوں نے کہا ابھی وقت ہے ہم آپ کے اور آپ کے اہل بیت کے معاملہ میں آپ کو خدا کا واسطہ دیتے ہیں۔ للہ یہیں سے لوٹ چلیے کوفہ میں آپ کا کوئی ایک بھی طرف دار اور مدد گار نہیں ہے سب آپ کے خلاف کھڑے ہوجائیں گے۔ آپ خاموش کھڑے ہوگئے اور واپسی پر غور کرنے لگے لیکن مسلم بن عقیل کے عزیز کھڑے ہوگئے "واللہ ہم ہرگز نہ ٹلیں گے انہوں نے کہا" ہم اپنا انتقام لیں گے یا اپنے بھائی کی طرح مرجائیں گے اس پر آپ نے ساتھیوں کو نظر اٹھا کے دیکھا اور ٹھنڈی سانس لے کر کہا "ان کے بعد زندگی کا کوئی مزہ نہیں" (ایضاً)

بدوؤں کی ایک جماعت آپ کے ساتھ ہوگئی تھی وہ یہ سمجھتے تھے کہ کوفہ میں خوب آرام کریں گے آپ ان کی حقیقت سے واقف تھے سب کو جمع کرکے خطبہ دیا۔ اے لوگو ! ہمیں نہایت دہشت ناک خبریں پہنچی ہیں مسلم بن عقیل ہانی بن اروح اور عبداللہ بن .بقطر قتل کرڈالے گئے' ہمارے طرف داروں نے بیوفائی کی کوفہ میں ہمارا کوئی مددگار نہیں جو ہمارا ساتھ چھوڑنا چاہے چھوڑدے ہم ہرگز خفا نہ ہوں گے۔ بھیڑ نے یہ سنا تو دائیں بائیں کٹنا شروع ہوگئی تھوڑی دیر بعد آپ کے گرد وہی آدمی رہ گئے جو مکہ سے ساتھ چلے تھے۔(ابن جریر ج ۶ ص ۲۲۵) .

قادسیہ سے جوں ہی آگے بڑھے عبیداللہ بن زیاد والی عراق کے عامل حصین بن نمیر تمیمی کی طرف سے حر بن یزید ایک ہزار فوج کے ساتھ نمودار ہوا اور ساتھ ہولیا اسے حکم ملا تھا کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ برابر

لگا رہے اور اس وقت تک پیچھا نہ چھوڑے جب تک انہیں عبیداللہ بن زیاد کے سامنے نہ لے جائے اسی اثناء میں نماز ظہر کا وقت آگیا آپ تہ بند باندھے' چادر اوڑھے' نعل پہنے ہوئے تشریف لائے اور حمد و نعت کے بعد اپنے ساتھیوں اور حر کے سپاہیوں کے سامنے خطبہ دیا "اے لوگو ! خدا کے سامنے اور تمہارے سامنے میرا عذر یہ ہے کہ میں اپنی طرف سے یہاں نہیں آیا ہوں میرے پاس تمہارے خطوط پہنچے' قاصد آئے مجھے بار بار دعوت دی گئی کہ ہمارا کوئی امام نہیں آپ آیئے تاکہ خدا ہمیں آپ کے ہاتھ پر جمع کردے اگر اب بھی تمہاری یہ حالت ہے تو میں آگیا ہوں اور مجھ سے عہد و پیمان کرنے کے لئے آئے ہو جن پر میں مطمئن ہو جاؤں تو میں تمہارے شہر چلنے کو تیار ہوں اگر ایسا نہیں ہے بلکہ تم میری آمد سے ناخوش ہو تو میں وہیں چلا جاؤں گا جہاں سے آیا ہوں۔"

کسی نے کوئی جواب نہ دیا دیر تک خاموش رہنے کے بعد لوگ موذن سے کہنے لگے "اقامت پکارو" حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے حر بن یزید سے کہا کیا تم علیحدہ نماز پڑھو گے؟ اس نے کہا نہیں' آپ امامت کریں ہم آپ کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔ وہیں عصر کی نماز پڑھی دوست دشمن سب مقتدی تھے نماز کے بعد آپ نے پھر وہی خطبہ دیا۔

"اے لوگو ! اگر تم تقویٰ پر ہو اور حقدار کا حق پہچانو تو یہ خدا کی خوشنودی کا موجب ہوگا ہم اہل بیت ان مدعیوں سے زیادہ حکومت کے حقدار ہیں ان لوگوں کو کوئی حق نہیں پہنچتا یہ تم پر ظلم و جور سے حکومت کرتے ہیں لیکن اگر تم ہمیں ناپسند کرو ہمارا فرض نہ پہچانو اور تمہاری رائے اب اس کے خلاف ہوگئی ہو جو تم نے مجھے اپنے خطوں میں لکھی اور قاصدوں کی زبانی پہنچائی تھی تو میں واپس چلے جانے کے لئے بخوشی تیار ہوں۔"

اس پر حر نے کہا آپ کن خطوط کا ذکر کرتے ہیں ہمیں ایسے خطوط کا کوئی علم نہیں۔ آپ نے عقبہ بن سمعان کو حکم دیا کہ وہ دونوں تھیلے نکال لائے جن میں کوفہ والوں کے خط بھرے ہیں۔ عقبہ نے تھیلے انڈیل کر خطوں کا ڈھیر لگا دیا اس پر حر نے کہا لیکن ہم وہ نہیں ہیں جنہوں نے یہ خط لکھے تھے ہمیں تو یہ حکم ملا ہے کہ آپ کو عبیداللہ بن زیاد تک پہنچا کے چھوڑدیں۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا ! لیکن یہ موت سے پہلے ناممکن ہے پھر آپ نے روانگی کا حکم دیا لیکن مخالفین نے راستہ روک لیا آپ نے خفا ہو کر کہا "تیری ماں تجھے روئے تو کیا چاہتا ہے۔" حر نے جواب دیا واللہ اگر آپ کے سوا کوئی اور عرب میری ماں کا نام زبان پر لاتا تو میں اسے بتا دیتا لیکن آپ کی ماں کا ذکر میری زبان پر برائی کے ساتھ نہیں آسکتا۔

آپ نے فرمایا ! پھر تم کیا چاہتے ہو۔ اس نے کہا میں آپ کو عبیداللہ بن زیاد کے پاس لے جانا چاہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا ! واللہ میں تمہارے ساتھ نہیں چلوں گا۔ اس نے کہا میں بھی آپ کا پیچھا نہیں چھوڑوں گا۔ جب گفتگو زیادہ بڑھی تو حر نے کہا مجھے آپ سے لڑنے کا حکم نہیں ملا ہے مجھے صرف یہ حکم ملا ہے کہ آپ کا ساتھ نہ چھوڑوں یہاں تک کہ آپ کو کوفہ پہنچادوں اگر آپ اسے منظور نہیں کرتے تو ایسا راستہ اختیار کیجئے جو نہ کوفہ جاتا ہو' نہ مدینہ۔ میں ابن زیاد کو لکھتا ہوں اگر آپ پسند کریں تو خود بھی یزید یا عبیداللہ کو لکھیے شاید خدا میرے لئے مخلصی کی ایسی صورت پیدا کردے اور آپ کے معاملہ میں امتحان سے بچ جاؤں۔ (تاریخ الامم الملوک ج ۶ ص ۲۳۰)

یہ بات آپ نے منظور کرلی اور روانہ ہوگئے۔ راستہ میں کئی اور مقامات پر بھی آپ نے دوستوں اور دشمنوں کو مخاطب کیا اور مقام بیضہ پر خطبہ دیا۔" اے لوگو ! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے جو کوئی ایسے حاکم کو دیکھے جو ظلم کرتا ہے خدا کی قائم کی ہوئی حدیں توڑتا ہے عہد الٰہی شکست کرتا ہے' سنت نبوی ﷺ کی مخالفت کرتا ہے' خدا کے بندوں پر گناہ اور سرکشی سے حکومت کرتا ہے اور یہ دیکھنے پر بھی نہ تو اپنے فعل سے اس کی مخالفت کرے نہ اپنے قول سے سو خدا ایسے آدمی کو اچھا ٹھکانا نہیں دے گا۔ دیکھو یہ لوگ شیطان کے پیرو بن گئے اور رحمان سے سرکش ہوگئے ہیں فساد ظاہر ہے' حدود الٰہی معطل ہیں مال غنیمت پر ناجائز قبضہ ہے۔ خدا کے حرام کو حلال اور حلال کو حرام ٹھہرایا جارہا ہے میں ان کی سرکشی کو حق وعدل سے بدل دینے کا سب سے زیادہ حق دار ہوں تمہارے بے شمار خطوط اور قاصد میرے پاس پیام بیعت لے کر پہنچے تم عہد کرچکے ہو کہ تم مجھ سے بیوفائی نہ کروگے اگر تم اپنی بیعت پر قائم رہو تو یہ تمہارے لئے راہ ہدایت ہے کیونکہ میں حسین ابن علی ؓ ۔۔۔۔۔۔ ابن فاطمہ بنت رسول اللہ ﷺ کا نواسہ ہوں میری جان تمہاری جان کے ساتھ ہے میرے بال بچے تمہارے بال بچوں کے ساتھ ہیں مجھے اپنا نمونہ بناؤ اور مجھ سے گردن نہ موڑو لیکن اگر تم یہ نہ کرو بلکہ اپنا عہد توڑدو اپنی گردن سے بیعت کا حلقہ نکال پھینکو تو یہ بھی تم سے بعید نہیں۔"

تم میرے باپ' بھائی اور عم زاد مسلم سے ایسا ہی کرچکے ہو وہ فریب خوردہ ہے جو تم پر بھروسہ کرے لیکن یاد رکھو تم نے اپنا ہی نقصان کیا ہے اور اب بھی اپنا ہی نقصان کروگے تم نے اپنا ہی حصہ کھودیا ہے اپنی قسمت بگاڑدی جو بدعہدی کرے گا خود اپنے خلاف بدعہدی کرے گا عجب نہیں خدا عنقریب ہی مجھے تم سے بے نیاز کردے گا۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۔ (ابن جریر ج ۶ ص ۲۲۹ اور کامل)

ایک دوسری جگہ یوں تقریر فرمائی ! معاملہ کی جو صورت ہوگئی ہے تم دیکھ رہے ہو دنیا نے اپنا رنگ

بدل دیا منہ پھیر لیا نیکی سے خالی ہوگئی ذراسی تلچھٹ باقی ہے حقیر سی زندگی رہ گئی ہے ہولناکی نے احاطہ کرلیا ہے۔ افسوس دیکھتے نہیں کہ حق پس پشت ڈال دیا گیا ہے باطل پر اعلانیہ عمل کیا جارہا ہے کوئی نہیں جو اس کا ہاتھ پکڑے وقت آگیا ہے کہ مومن حق راہ میں رضائے الٰہی کی خواہش کرے لیکن میں شہادت ہی کی موت چاہتا ہوں ظالموں کے ساتھ زندہ رہنا بجائے خود جرم ہے۔ یہ خطبہ سن کر زہیر بن القین البجلی نے کھڑے ہوکر لوگوں سے کہا، تم بولوگے یا میں بولوں۔ سب نے کہا تم بولو، زہیر نے تقریر کی۔

اے فرزند رسول ﷺ خدا آپ کے ساتھ ہو ہم نے آپ کے تقریر سنی واللہ اگر دنیا ہمارے لئے ہمیشہ باقی رہنے والی ہو اور ہم سدا اس میں رہنے والے ہوں جب بھی آپ کی حمایت ونصرت کے لئے اس کی جدائی گوارہ کرلیں گے اور ہمیشہ کی زندگی پر آپ کے ساتھ مرجانے کو ترجیح دیں گے۔(ابن جریر ۶ ص ۲۲۹ اور کامل وغیرہ) حربن یزید آپ کے ساتھ برابر چلا آرہا تھا بار بار کہتا تھا کہ اے حسین رضی اللہ عنہ اپنے معاملہ میں خدا کو یاد کیجئے میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ جنگ کریں گے تو ضرور قتل کرڈالے جائیں گے۔

ایک مرتبہ آپ نے غضب ناک ہوکر فرمایا تو مجھے موت سے ڈراتا ہے۔ کیا تمہاری شقاوت اس حد تک پہنچ جائے گی کہ مجھ کو قتل کروگے؟ سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا جواب دوں تجھے؟ کیا جواب دوں تجھے؟ لیکن میں وہی کہوں گا جو رسول اللہ ﷺ کے ایک صحابی نے جہاد پر جاتے ہوئے اپنے بھائی کی دھمکی سن کر کہا میں روانہ ہوتا ہوں مرد کے لئے موت ذلت نہیں ہے جبکہ اس کی نیت نیک ہو اور وہ اسلام کی راہ میں جہاد کرنے والا ہو اور جبکہ وہ اپنی جان دے کر صالحین کا مددگار ہو اور دغاباز ظالم ہلاک ہونے والے سے جدا ہورہا ہو۔(ابن جریر، کامل ج ۶ ص ۱۱۹۔۲۲۰ اور کامل وغیرہ)

عذیب الہجانات نام مقام پر کوفہ سے چار سوار آتے دکھائی دیئے ان کے آگے طرماح بن عدی یہ شعر پڑھ رہا تھا(اے میری اونٹنی میری ڈانٹ سے ڈر نہیں طلوع فجر سے پہلے ہمت سے چل۔ سب سے اچھے مسافروں کو لے چل سب سے اچھے سفر پر چل یہاں تک کہ شریف النسب آدمی تک پہنچ جا۔ وہ عزت والا ہے آزاد ہے فراخ سینہ ہے اللہ اسے سب سے اچھے کام کرنے کے لئے لایا ہے۔ خدا اسے ہمیشہ سلامت رکھے۔) حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے یہ شعر سنا تو فرمایا ! واللہ مجھے یہی امید ہے کہ خدا کو ہمارے ساتھ بھلائی منظور ہے چاہے قتل ہوں یا فتحیاب ہوں۔ حربن یزید نے ان کو دیکھا تو حضرت سے کہا یہ لوگ کوفہ کے ہیں آپ کے ساتھی نہیں ہیں میں انہیں روکوں گا، واپس کردوں گا

آپ نے فرمایا تم وعدہ کرچکے ہو کہ ابن زیاد کا خط آنے سے پہلے مجھ سے کوئی تعرض نہ کروگے یہ

اگرچہ میرے ساتھ نہیں آئے لیکن میرے ساتھی ہی ہیں اگر ان سے چھیڑ چھاڑ کروگے تو میں تم سے لڑوں گا۔ یہ سن کر حر خاموش ہوگیا۔ آنے والوں سے آپ نے پوچھا لوگوں کو کس حال میں چھوڑ آئے ہو انہوں نے جواب دیا شہر کے سرداروں کو رشوتیں دے کر ملایا گیا۔ عوام کے دل آپ کے ساتھ ہیں مگر ان کی تلواریں کل آپ کے خلاف نیام سے باہر نکلیں گی۔(ابن جریر ج ۶ ص ۲۳۰)

اس سے پہلے آپ قیس بن مسہر کو بطور قاصد کوفہ بھیج چکے تھے عبیداللہ بن زیاد نے انہیں قتل کرڈالا تھا آپ کو اطلاع ہوئی تو ان لوگوں سے قاصد کا حال پوچھا انہوں نے سارا واقعہ بیان کیا آپ کی آنکھیں اشکبار ہوگئیں اور فرمایا ! بعض ان میں سے مرچکے ہیں اور بعض موت کا انتظار کرچکے ہیں مگر حق پر ثابت قدم ہیں اس پر کوئی تبدیلی نہیں کی ہے۔ خدایا ہمارے لئے اور ان کے لئے جنت کی راہ کھول دے اپنی رحمت اور ثواب کے دارالقرار میں ہمیں اور انہیں جمع کر۔

طرماح بن عدی نے کہا ! واللہ میں آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھ رہا ہوں مگر آپ کے ساتھ کوئی دکھائی نہیں دیتا اگر صرف یہی ٹوٹ پڑیں جو آپ کے پیچھے لگے ہوئے ہیں تو خاتمہ ہوجائے میں نے اتنا بڑا انبوہ آدمیوں کا کوفہ کے عقب میں دیکھا ہے جتنا کسی ایک مقام پر کبھی نہیں دیکھا تھا یہ سب اسی لئے جمع کئے گئے ہیں کہ ایک حسین ؓ سے لڑیں میں آپ کو خدا کا واسطہ دیتا ہوں کہ اگر ممکن ہو تو ایک بالشت بھی آگے نہ بڑھیئے اگر آپ چاہتے ہیں کہ ایسی جگہ پہنچ جائیں جہاں دشمنوں سے بالکل امن ہو تو میرے ساتھ چلے چلئے میں اپنے پہاڑ ”آجا“ میں آپ کو اتار دوں گا واللہ وہاں دس دن بھی نہ گذریں گے کہ قبیلہ ”طے“ کے ۲۰ ہزار بہادر تلواریں لئے آپ کے سامنے کھڑے ہوجائیں گے واللہ جب تک ان کے دم میں دم رہے گا آپ کی طرف کوئی آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھ سکے گا۔ آپ نے جواب دیا خدا تمہیں جزائے خیر دے لیکن ہمارے اور ان کے مابین ایک عہد ہوچکا ہے ہم اس کی موجودگی میں ایک قدم بھی نہیں اٹھا سکتے کچھ نہیں کہا جاسکتا ہمارا ان کا معاملہ کس حد پر پہنچ کر ختم ہوگا۔(ابن جریر ج ۶ ص ۲۳۰ اور کامل وغیرہ)

اب آپ کو یقین ہوچکا تھا کہ موت کی طرف جارہے ہیں۔ قصربنی مقاتل نامی مقام سے کوچ کے وقت آپؓ اونگھ گئے تھے پھر چونک کر با آواز بلند کہنے لگے ”**اناللہ وانا الیہ راجعون . الحمدللہ رب العالمین .**“ تین مرتبہ یہی فرمایا۔ آپ کے صاحبزادے علی اکبر نے عرض کیا ! اناللہ اور الحمدللہ کیوں؟ فرمایا ! جان پدر ابھی اونگ گیا تھا خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک سوار کہتے چلا آرہا ہے لوگ چلتے ہیں اور موت ان کے ساتھ چلتی ہے میں سمجھ گیا کہ یہ ہماری موت کی خبر ہے جو ہمیں سنائی جارہی ہے۔ علی اکبر

نے کہا خدا آپ کو روز بد نہ دکھائے کیا ہم حق پر نہیں ہیں؟ فرمایا بیشک ہیں حق پر اس پر وہ بے اختیار پکار اٹھے اگر ہم حق پر ہیں تو پھر موت کی کوئی پرواہ نہیں۔ یہی وہ آپ کے صاحبزادے ہیں جو میدان کربلا میں شہید ہوئے اور علی رضی اللہ عنہ الاکبر کے لقب سے مشہور ہیں۔ (ابن جریر' شرح نہج البلاغہ' امام سید مرتضیٰ ذلک)

صبح آپ پھر سوار ہوئے اپنے ساتھیوں کو پھیلانا شروع کیا مگر حر بن یزید انہیں پھیلنے سے روکتا تھا باہم دیر تک کشمکش جاری رہی آخر کوفہ کی طرف سے ایک سوار آتا ہوا دیکھائی دیا یہ ہتھیار بند تھا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی طرف سے اس نے منہ پھیر لیا مگر حر کو سلام کیا اور ابن زیاد کا خط پیش کیا خط کا مضمون یہ تھا۔

"حسین رضی اللہ عنہ کو کہیں نکلنے نہ دو کھلے میدان کے سوا کہیں اترنے نہ دو قلعہ بند شاداب مقام پر پڑاؤ نہ ڈال سکے میرا یہی قاصد تمہارے ساتھ رہے گا کہ تم کہاں تک میرے حکم کی تعمیل کرتے ہو۔"

حر نے خط کے مضمون سے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو آگاہ کردیا اور کہا اب میں مجبور ہوں آپ کو بے آب وگیاہ کھلے میدان ہی میں اترنے کی اجازت دے سکتا ہوں۔ زہیر القین نے حضرت سے عرض کیا ان لوگوں سے لڑنا اس فوج گراں سے لڑنے کے مقابلہ میں کہیں آسان ہے جو بعد میں آئے گی۔ مگر آپ نے لڑنے سے انکار کردیا۔ میں اپنی طرف سے لڑائی میں پہل نہیں کرنا چاہتا۔ زہیر نے کہا تو پھر اس سامنے والے گاؤں میں چل کر اتریئے جو فرات کے کنارے ہے اور قلعہ بند ہوجانا چاہیے آپ نے پوچھا اس کا کیا نام ہے زہیر نے کہا "عقر" (عقر کے معنی ہیں کاٹنا یا بے ثمر کا نتیجہ ہونا) یہ سن کر آپ منغض ہوگئے اور کہا عقر سے خدا کی پناہ۔ (ابن جریر ج ۶ ص ۲۳۲)

آخر آپ ایک اجاڑ سرزمین پر پہنچ کر اتر پڑے پوچھا اس سرزمین کا کیا نام ہے؟ معلوم ہوا کہ "کربلا" آپ نے فرمایا یہ "کرب" اور "بلا" ہے یہ مقام دریا سے دور تھا۔ دریا اور اس میں ایک پہاڑی حائل تھی (یہ واقعہ ۲ محرم الحرام ۶۱ھ کا ہے) (الامامیہ والسیاسیہ) دوسرے دن عمر بن سعد بن ابی وقاص کوفہ والوں کی چار ہزار فوج لے کر پہنچا عبید اللہ بن زیاد نے عمر کو زبردستی بھیجا تھا عمر کی خواہش تھی کہ کسی طرح اس امتحان سے بچ نکلے اور معاملہ رفع دفع ہوجائے اس نے آتے ہی حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے پاس قاصد بھیجا اور دریافت کیا آپ کیوں تشریف لائے آپ نے وہی جواب دیا جو حر بن یزید کو دے چکے تھے تمہارے اس شہر کے لوگوں نے ہی مجھے بلایا ہے اب اگر وہ مجھے ناپسند کرتے ہیں تو میں واپس لوٹنے کے لئے تیار ہوں

عمر بن سعد کو اس جواب سے خوشی ہوئی اور امید بندھی کہ یہ مصیبت ٹل جائے گی چنانچہ عبید اللہ بن زیاد کو خط لکھا' یہ خط پڑھ کر ابن زیاد نے کہا۔ اب کہ ہمارے پنجہ میں آپھنسا ہے چاہتا ہے کہ نجات پائے گا مگر

اب واپسی اور بھاگنے کا وقت نہیں رہا۔ حسین رضی اللہ عنہ سے کہو پہلے اپنے تمام ساتھیوں سمیت یزید بن معاویہ کی بیعت کریں پھر ہم دیکھیں گے ہمیں کیا کرنا ہے حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں تک پانی نہ پہنچنے پائے وہ پانی کا ایک قطرہ بھی پینے نہ پائیں جس طرح عثمان بن عفان پانی سے محروم رہے تھے۔ عمر بن سعد نے مجبوراً "پانچ سو سپاہی گھاٹ کی حفاظت کے لئے بھیج دیئے اور آپ اور آپ کے ساتھیوں پر پانی بند ہوگیا اس پر آپ نے اپنے بھائی عباس علی کو حکم دیا کہ ۳۰ سوار اور ۳۰ پیادے لے کر جائیں اور پانی بھر لائیں یہ پہنچے تو محافظ دستے کے افسر عمرو بن الحجاج نے روکا باہم مقابلہ ہوا لیکن آپ ۲۰ مشکیں پانی بھر لائے۔

شام کو حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے عمر بن سعد کو کہلا بھیجا آج رات مجھ سے ملاقات کرو چنانچہ دونوں بیس بیس سوار لے کر اپنے اپنے پڑاؤ سے نکلے اور درمیانی مقام میں آملے تخلیہ میں بہت رات گئے تک باتیں ہوتی رہیں۔ راوی کہتا ہے کہ گفتگو بالکل خفیہ تھی لوگوں میں یہ مشہور ہوگیا کہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے عمر سے کہا تھا کہ ہم تم دونوں اپنے اپنے لشکر یہیں چھوڑ کر یزید کے پاس روانہ ہوجائیں عمر نے کہا اگر میں ایسا کروں گا تو میرا گھر کھدوا ڈالا جائے گا۔ آپ نے فرمایا میں اپنی حجاز کی جائداد سے اس کا معاوضہ دے دوں گا مگر عمر نے منظور نہیں کیا۔ اس کے بعد تین چار مرتبہ باہم ملاقاتیں ہوئیں۔ (ابن جریر وغیرہ ج ۶ ص ۲۳۵)

اس کے بعد تین صورتیں پیش کیں۔ (۱) مجھے وہیں لوٹ جانے دو جہاں سے میں آیا ہوں۔ (۲) مجھے خود یزید سے اپنا معاملہ طے کر لینے دو۔ (۳) مجھے مسلمانوں کی کسی سرحد پر بھیج دو وہاں کے لوگوں پر جو گذرتی ہے وہ مجھ پر بھی گذرے گی۔

بار بار کی گفتگو کے بعد عمر بن سعد نے ابن زیاد کو پھر خط لکھا۔ خدا نے فتنہ ٹھنڈا کردیا ہے' پھوٹ دور کردی ہے' اتفاق پیدا کردیا' امت کا معاملہ درست کردیا' حسین رضی اللہ عنہ مجھ سے وعدہ کر گئے ہیں کہ وہ ان تینوں صورتوں میں سے کسی ایک کے لئے تیار ہوں اس میں تمہارے لئے بھلائی ہے اور امت کے لئے بھی بھلائی ہے۔ ابن زیاد نے خط پڑھا تو متاثر ہوگیا عمر بن سعد کی تعریف کی اور کہا میں نے منظور کیا مگر شمر ذی الجوش نے مخالفت کی اور کہا اب حسین رضی اللہ عنہ ہمارے قبضہ میں آچکے ہیں اگر آپ کی اطاعت کئے بغیر نکل گئے تو عجب نہیں کہ وہ عزت اور قوت حاصل کرلیں۔ اور آپ کمزور اور عاجز قرار پائیں۔ بہتر یہی ہے کہ اب انہیں اپنے قابو سے نکلنے نہ دیا جائے جب تک کہ وہ آپ کی اطاعت نہ کرلیں مجھے معلوم ہوا ہے کہ حسین رضی اللہ عنہ اور عمر رات بھر باہم سرگوشیاں کیا کرتے ہیں

ابن زیاد نے یہ رائے پسند کرلی اور شمر کو خط دے کر بھیجا خط کا مضمون یہ تھا کہ اگر حسین رضی اللہ عنہ بمعہ

اپنے ساتھیوں کے اپنے آپ کو ہمارے حوالے کردیں تو یہ لڑائی نہ لڑی جائے اور انہیں صحیح وسالم میرے پاس بھیج دیا جائے لیکن اگر وہ یہ بات منظور نہ کریں تو پھر جنگ کے سوا چارہ نہیں شمر سے کہہ دیا ہے کہ عمر بن سعد نے میرے حکم پر ٹھیک ٹھیک عمل کیا' جب تو تم اس کی اطاعت کرنا ورنہ چاہیے کہ اسے ہٹا کر خود فوج کی سیاست اپنے ہاتھ میں لے لینا اور حسین رضی اللہ عنہ کا سر کاٹ کر میرے پاس بھیج دینا۔

ابن زیاد کے اس خط میں عمر کو سخت تہدید بھی کی گئی میں نے تمہیں اس لئے نہیں بھیجا کہ تم حسین رضی اللہ عنہ کو بچاؤ اور میرے پاس سفارشیں بھیجو' دیکھو میرا صاف حکم ہے اگر وہ اپنے آپ کو میرے حوالے کردیں تو صحیح وسالم میرے پاس بھیج دو لیکن اگر انکار کریں تو پھر بے تامل حملہ کرو' خون بہاؤ' لاش بگاڑو کیونکہ وہ اسی کے مستحق ہیں قتل کے بعد ان کی لاش گھوڑوں سے روند ڈالنا کیونکہ وہ باغی ہیں اور جماعت سے نکل گئے ہیں میں نے یہ عہد کرلیا ہے کہ اگر قتل کروں گا تو یہ ضرور کروں گا۔ اگر تم نے میرے حکم کی تعمیل کی تو انعام وکرام کے مستحق ہوگے اور اگر نافرمانی کی تو قتل کئے جاؤ گے۔(ابن جریر وغیرہ)

شمر ذی الجوشن کے متعلق یاد رکھنا چاہیے کہ اس کی پھوپھی ام البنین بنت حرام امیر المومنین رضی اللہ عنہ کی زوجیت میں تھیں اور ان کے بطن سے ان کے چار صاحبزادے عباس' عبداللہ' جعفر' اور عثمان پیدا ہوئے تھے جو اس معرکہ میں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے اس طرح شمر ان چاروں کا اور ان کے واسطے سے حضرت امام کا پھوپھی زاد بھائی تھا اس نے ابن زیاد سے درخواست کی تھی کہ اس کے عزیزوں کو امان دے دی جائے اور اس نے منظور کرلیا تھا چنانچہ اس نے میدان میں چاروں صاحبزادوں کو بلا کر کہا کہ تم میرے داد ہیالی ہو تمہارے لئے میں نے امن وسلامتی کا سامان کرلیا ہے۔ لیکن انہوں نے جواب دیا افسوس تم پر تم ہمیں تو امان دیتے ہو لیکن فرزندان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے امان نہیں ہے۔ شمر نے ابن سعد کو حاکم کوفہ کا خط پہنچا دیا وہ طوعاً" وکرہاً" بخوف عزل آمادہ تعمیل ہوگیا۔(ابن جریر ج ۶ ص ۲۲۴)

نماز عصر کے بعد عمر بن سعد نے اپنے لشکر کو حرکت دی جب قریب پہنچا تو حضرت عباس بیس سواروں کے ساتھ نمودار ہوئے عمر نے ان سے کہا کہ ابن زیاد کا جواب آگیا ہے اور اس کا مضمون یہ ہے۔ حضرت عباس واپس لوٹے اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو اس کی اطلاع دی اس اثناء میں فریقین کے بعض پر جوش آدمیوں میں جو ردو کد ہوئی اسے راویوں نے محفوظ رکھا ہے۔ حضرت امام کے طرف داروں میں سے حبیب ابن مظاہر نے کہا خدا کی نظر میں بدترین لوگ وہ ہوں گے جو اس کے حضور اس حالت میں پہنچیں گے کہ اس کے نبی کی اولاد اور اس شہر(کوفہ) کے تہجد گزار عابدوں کے خون سے ان کے ہاتھ رنگین ہوں گے۔ ابن سعد کی فوج میں سے عزرہ

بن قیس نے جواب دیا شاباش اپنی خوب بڑائی کرو پیٹ بھر کر اپنی پاکی کا اعلان کرو زہیر بن القین نے کہا اے عزرہ خدا ہی نے ان نفسوں کو پاک کردیا ہے اور ہدایت کی رہ دکھائی ہے۔ خدا سے ڈر اور ان پاک نفسوں کے قتل میں گمراہی کا مدد گار نہ بن۔ عزرہ نے جواب دیا اے زہیر تم تو اس خاندان کے حامی نہ تھے آج سے پہلے تک تم عثمانی (حضرت عثمان کے حامی) نہ تھے۔ زہیر نے کہا ہاں یہ سچ ہے میں نے حسین ؓ کو کبھی کوئی خط نہیں لکھا نہ کوئی کبھی قاصد بھیجا لیکن سفر نے ہم دونوں کو یک جا کردیا ہے میں نے انہیں دیکھا تو رسول اللہ ﷺ یاد آگئے رسول اللہ ﷺ کی محبت یاد آگئی میں نے دیکھا یہ کتنے قوی دشمن کے سامنے جارہے ہیں خدا نے میرے دل میں اس کی محبت ڈال دی میں نے اپنے دل میں کہا میں ان کی مدد کروں گا اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے اس حق کی حفاظت کروں گا جسے تم نے ضائع کردیا ہے۔

امام حسین ؓ کو جب ابن زیاد کے خط کا مضمون معلوم ہوا تو انہوں نے فرمایا ! اگر ممکن ہو تو آج انہیں ٹال دو تاکہ آج رات اور اپنے رب کی نماز پڑھ لیں اس سے دعا کریں مغفرت مانگیں کیونکہ وہ جانتا ہے میں اس کی عبادت کا دلدادہ اور اس کی کتاب پڑھنے والا ہوں چنانچہ یہی جواب دیا گیا اور فوج واپس آگئی۔ فوج کی واپسی کے بعد رات کو آپ نے اپنے ساتھی جمع کئے اور خطبہ دیا ! خدا کی حمد و ستائش کرتا ہوں رنج و راحت ہر حال میں اس کا شکر گزار ہوں الٰہی تیرا شکر ہے کہ تو نے ہمارے گھر کو نبوت سے مشرف کیا قرآن کا فہم عطا کیا دین میں سمجھ بخشی اور ہمیں دیکھنے اور سننے اور عبرت پکڑنے کی قوتوں سے سرفراز کیا اما بعد لوگو ! میں نہیں جانتا کہ آج روئے زمین پر میرے ساتھیوں سے افضل اور بہتر لوگ بھی موجود ہیں یا میرے اہل بیت سے زیادہ ہمدرد اور غمگسار اہل بیت کسی کے ساتھ ہیں۔ اے لوگو تم سب کو اللہ میری طرف سے جزائے خیر دے میں سمجھتا ہوں کل میرا ان کا فیصلہ ہوجائے گا غور و فکر کے بعد میری رائے یہ ہے کہ تم سب خاموشی سے نکل جاؤ رات کا وقت ہے میرے اہل بیت کا ہاتھ پکڑو اور تاریکی میں ادھر ادھر چلے جاؤ میں خوشی سے تمہیں رخصت کرتا ہوں میری طرف سے کوئی شکایت نہ ہوگی یہ لوگ صرف مجھے چاہتے ہیں میری جان لے کر تم سے غافل ہوجائیں گے

یہ سن کر آپ کے اہل بیت بہت رنجیدہ اور بے چین ہوئے حضرت عباس نے کہا یہ کیوں؟ کیا اس لئے کہ ہم آپ کے بعد زندہ رہیں خدا ہمیں وہ دن نہ دکھائے۔ حضرت نے مسلم بن عقیل کے رشتہ داروں سے کہا اے اولاد عقیل مسلم کا قتل کافی ہے تم چلے جاؤ میں نے تمہیں اجازت دے دی۔ وہ کہنے لگے لوگ کیا کہیں گے کہ ہم اپنے شیخ، سردار اور عم زادوں کو چھوڑ کر بھاگ آئے ہم نے ان کے ساتھ نہ کوئی تیر پھینکا نہ نیزہ چلایا

اور نہ تلوار چلائی، نہیں واللہ یہ ہرگز نہ ہوگا ہم تو آپ پر اپنی جان، مال آل اور اولاد سب کچھ قربان کردیں گے آپ کے ساتھ ہو کر لڑیں گے اور جو آپ پر گزرے گی وہ ہم پر بھی گزرے گی آپ کے بعد خدا ہمیں زندہ نہ رکھے۔

آپ کے ساتھی بھی کھڑے ہو گئے مسلم بن عوسجہ اسدی نے کہا ہم آپ کو چھوڑ دیں گے حالانکہ اب تک آپ کا حق ادا نہیں کر رہے ہیں واللہ نہیں ہرگز نہیں میں اپنا نیزہ دشمنوں کے سینے میں توڑ دوں گا جب تک قبضہ ہاتھ میں رہے گا تلوار چلاتا رہوں گا نہتا ہو جاؤں گا تو پھر پتھر پھینکوں گا یہاں تک کہ موت میرا خاتمہ کردے۔ سعد بن عبداللہ نے کہا واللہ ہم آپ کو اس وقت تک نہیں چھوڑیں گے جب تک خدا جان نہ لے کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کا حق محفوظ رکھا واللہ اگر مجھے معلوم ہو کہ میں قتل ہو جاؤں گا، جلایا جاؤں گا، آگ میں بھونا جاؤں گا پھر میری خاک ہوا میں اڑا دی جائے گی اور ایک مرتبہ نہیں ۷۰ مرتبہ مجھ سے یہی سلوک کیا جائے گا پھر بھی میں آپ کا ساتھ نہ چھوڑوں گا یہاں تک کہ آپ کی حمایت میں فنا ہو جاؤں۔ زہیر بن القین نے کہا بخدا! اگر میں ہزار مرتبہ بھی آرے سے چیرا جاؤں تو بھی آپ کا ساتھ نہ چھوڑوں گا، خوشا نصیب، اگر میرے قتل سے آپ کی اور آپ کے اہل بیت کے ان نونہالوں کی جانیں بچ جائیں۔ (ابن جریر ج ۶ ص ۲۳۹)

حضرت زین العابدین سے روایت ہے کہ جس رات کی صبح میرے والد شہید ہوئے ہیں میں بیٹھا ہوا تھا میری پھوپھی زینب میری تیمار داری کر رہی تھیں اچانک میرے والد صاحب نے خیمہ میں اپنے ساتھیوں کو طلب کیا اس خیمے میں ابوذر غفاری کے غلام حوی تلوار صاف کر رہے تھے اور میرے والد یہ شعر پڑھ رہے تھے (اے زمانے تیرا برا ہو کہ تو کیسا بے وفا دوست ہے صبح اور شام تیرے ہاتھوں کتنے مارے جاتے ہیں زمانہ کسی کی رعایت نہیں کرتا کسی سے عوض قبول نہیں کرتا۔ اور سارا معاملہ اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے ہر زندہ کو موت کی راہ پر چلا رہا ہے) تین چار مرتبہ آپ نے یہی اشعار دہرائے میرا دل بھر آیا آنکھیں ڈبڈبا گئیں مگر میں نے آنسو روک لئے میں سمجھ گیا کہ یہ مصیبت ٹلنے والی نہیں ہے میری پھوپھی نے یہ شعر سنا تو وہ بے قابو ہو گئیں بے اختیار دوڑتی ہوئی آئیں اور شیون و فریاد کرنے لگیں۔

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے یہ حالت دیکھی تو فرمایا اے بہن یہ کیا حال ہے؟ کہیں ایسا نہ ہو کہ نفس وشیطان کی بے صبریاں ہمارے ایمان و استقامت پر غالب آجائیں۔ انہوں نے روتے ہوئے کہا کیونکر اس حالت پر صبر کیا جائے کہ آپ اپنے ہی ہاتھوں قتل ہو رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا مشیت الٰہی کا ایسا ہی فیصلہ ہے۔ اس پر ان کی بے قراریاں اور زیادہ بڑھ گئیں اور شدت غم سے بے حال ہو گئیں۔

یہ حالت دیکھ کر آپ نے ایک طولانی تقریر صبر واقامت پر فرمائی آپ نے فرمایا بہن خدا سے ڈرو خدا کی تعریف سے تسلی حاصل کرو موت دنیا میں ہر زندگی کے لئے ہے آسمان والے بھی ہمیشہ نہ جیتے رہیں گے۔ ہر چیز فنا ہونے والی ہے پھر موت کے خیال سے اس قدر رنج وبے قراری کیوں ہو۔ دیکھ ہمارے لئے ہر مسلمان کے لئے رسول اللہ ﷺ کی زندگی اسوہ حسنہ ہے یہ نمونہ ہمیں کیا سکھاتا ہے ہمیں ہر حال میں صبرو ثبات اور توکل ورضا کی تعلیم دیتا ہے۔ چاہیے کہ کسی حال میں بھی اس سے منحرف نہ ہوں۔ (یعقوبی وابن جریر ج ۶ ص ۲۴۰)

پوری رات آپ نے اور آپ کے ساتھیوں نے نماز استغفار اور دعا وتضرع میں گذاردی راوی کہتا ہے کہ دشمن کے سوار رات بھر ہمارے لشکر کے گرد چکر لگارتے رہے حضرت حسین ؓ بلند آواز سے یہ آیت پڑھ رہے تھے" لایحسبن الذین کفرو انما نملی لھم خیر الانفسھم انما نملی لھم لیزدادو اثما . ولھم عذاب مھین . " (دشمن یہ خیال نہ کریں کہ ہماری ڈھیل ان کے لئے بھلائی ہے ہم صرف اس لئے ڈھیل دے رہے ہیں کہ ان کا جرم اور زیادہ ہو جائے) " ماکان اللہ لیذر المومنین علی ماانتم علیہ حتی یمیز الخبیث من الطیب . " (اور ان کے لئے دردناک عذاب تیار ہے۔ خدا مومنین کو اسی حالت میں چھوڑ رکھنے والا نہیں وہ پاک کو ناپاک سے الگ کردے گا) دشمن کے ایک سوار نے یہ آیت سنی تو چلا کر بولا قسم رب کعبہ کی ہم ہی طیب ہیں اور تم سے الگ کردئے گئے ہیں۔

جمعہ یا سنیچر کے دن دسویں محرم کو نماز فجر کے بعد عمر بن سعد اپنی فوج لے کر نکلا حضرت حسین ؓ نے بھی اپنے اصحاب کی صفیں قائم کیں ان کے ساتھ صرف ۳۲ سوار اور ۴۰ پیدل یعنی کل ۷۲ نفوس تھے میمنہ پر زہیر بن القین کو مقرر کیا علم اپنے بھائی عباس بن علی کے ہاتھ میں دے دیا خیموں کے پیچھے خندق کھود کر اس میں بہت سا ایندھن ڈھیر کردیا تاکہ دشمن پیچھے سے حملہ آور نہ ہوسکے۔ فوج سے شمر گھوڑا دوڑاتا ہوا نکلا آپ کے لشکر کے گرد پھرا اور آگ دیکھ کر چلایا' اے حسین ؓ ! قیامت سے پہلے ہی تم نے آگ قبول کرلی؟ حضرت حسین ؓ نے جواب دیا اے چرواہے کے لڑکے تو ہی آگ کا زیادہ مستحق ہے مسلم بن عوسجہ نے عرض کیا مجھے اجازت دیجئے میں اسے تیر مار کر ہلاک کرڈالوں کیونکہ بالکل زد پر ہے۔ لیکن حضرت نے منع کردیا نہیں میں لڑائی میں پہل نہیں کروں گا۔

دشمن کا رسالہ آگے بڑھتے دیکھ کر آپ نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھادیئے الٰہی ہر مصیبت میں تجھی پر میرا

بھروسہ ہے ہر سختی میں تو ہی میری پشت وپناہ ہے کتنی مصیبتیں پڑیں دل کمزور ہو گیا تدبیر نے جواب دے دیا دوست بے بیوفائی کی دشمن نے خوشیاں منائیں مگر میں نے صرف تجھی سے التجا کی اور تو نے ہی میری دستگیری کی توہی ہر نعمت کا مالک ہے توہی احسان والا ہے۔ آج بھی تجھی سے التجا کی جاتی ہے۔(شرح نہج البلاغتہ)

جب دشمن قریب آگیا تو آپ نے اونٹنی طلب کی سوار ہوئے' قرآن سامنے رکھا اور دشمنوں کی صفوں کے سامنے کھڑے ہو کر بلند آواز سے یہ خطبہ دیا۔ لوگو میری بات سنو ! جلدی نہ کرو مجھے نصیحت کر لینے دو اپنا عذر بیان کر لینے دو اپنی آمد کی وجہ کہنے دو اگر میرا عذر معقول اور تم اسے قبول کر سکو اور میرے ساتھ انصاف کرو تو یہ تمہارے لئے خوش نصیبی کا باعث ہوگا اور تم میری مخالفت سے باز آجاؤ گے لیکن اگر سننے کے بعد بھی تم میرا عذر قبول نہ کرو اور انصاف کرنے سے انکار کردو تو پھر مجھے کسی بات سے بھی انکار نہیں تم اور تمہارے ساتھی ایکا کر لو اور مجھ پر ٹوٹ پڑو مجھے ذرا بھی مہلت نہ دو میرا اعتماد ہر حال میں صرف پروردگار عالم پر ہے اور وہ نیکو کاروں کا حامی ہے۔

آپ کے اہل بیت نے یہ کلام سنا تو شدت تاثر سے بے اختیار ہو گئیں اور خیمہ سے آہ وبکا کی صدا بلند ہوئی آپ نے اپنے بھائی عباس اور فرزند علی کو بھیجا تاکہ انہیں خاموش کرائیں اور فرمایا کہ ابھی انہیں بہت رونا باقی ہے پھر بے اختیار پکار اٹھے خدا عباس کی عمر دراز کرے (یعنی ابن عباس کی) راوی کہتا ہے یہ جملہ اس کے لئے آپ کی زبان مبارک سے نکل گیا کہ مدینہ میں عبداللہ بن عباس نے عورتوں کو ساتھ لے جانے سے منع فرمایا تھا مگر آپ نے اس پر توجہ نہ کی تھی اب ان کا جزع فزع دیکھا تو عبداللہ بن عباس کی بات یاد آگئی پھر آپ نے از سر نو تقریر شروع کی۔

لوگو ! میرا حسب نسب یاد کرو سوچو میں کون ہوں؟ پھر اپنے گریبانوں میں منہ ڈالو۔ اور اپنے ضمیر کا محاسبہ کرو خوب غور کرو کیا تمہارے لئے میرا قتل کرنا اور میری حرمت کا رشتہ توڑنا روا ہے؟ کیا میں تمہارے نبی کی لڑکی کا بیٹا اس عم زاد کا بیٹا نہیں ہوں کیا سید الشہدا حمزہ ؓ میرے باپ کے چچا نہ تھے کیا ذوالجناحین حضرت جعفر طیار میرے چچا نہیں ہیں کیا تم نے رسول اللہ ﷺ کا یہ مشہور قول نہیں سنا کہ آپ میرے اور میرے بھائی کے حق میں فرماتے ہیں "سید الشباب اھل الجنۃ" (جنت میں نوعمروں کے سردار) اگر میرا یہ بیان سچ ہے اور ضرور سچا ہے کیونکہ واللہ میں نے ہوش سنبھالنے کے بعد سے آج تک کبھی جھوٹ نہیں بولا تو بتلاؤ کیا تمہیں برہنہ تلواروں سے میرا استقبال کرنا چاہیے اگر تم میری بات پر یقین نہیں کرتے تو تم میں ایسے لوگ موجود ہیں جن سے تم تصدیق کر سکتے ہو' جابر بن عبداللہ انصاری سے پوچھو' زید بن ارقم سے پوچھو' انس

بن مالک سے پوچھو وہ تمہیں بتائیں گے کہ انہوں نے میرے اور میرے بھائی کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے یا نہیں؟ کیا یہ بات بھی میرا خون بہانے سے نہیں روک سکتی ہے۔ واللہ اس وقت روئے زمین پر بجز میرے کسی نبی کی لڑکی کا بیٹا موجود نہیں میں تمہارے نبی کا بالواسطہ نواسہ ہوں کیا تم مجھے ہلاک کرنا چاہتے ہو کہ میں نے کسی کی جان لی ہے' کسی کا خون بہایا ہے' کسی کا مال چھینا ہے؟ کہو کیا بات ہے آخر میرا قصور کیا ہے۔

آپ نے بار بار پوچھا مگر کسی نے جواب نہ دیا آپ نے آخر بڑے بڑے کوفیوں کا نام لے کر پکارنا شروع کیا اے اشعث بن ربعی' اے حجاب بن الجر' اے قیس بن الاشعث' اے یزید بن الحارث کیا تم نے مجھے نہیں لکھا تھا کہ پھل پک گئے زمین سرسبز ہو گئی نہریں ابل پڑیں آپ اگر آئیں گے تو اپنی فوج جرار کے پاس آئیں گے جلد آیئے۔ اس پر ان لوگوں کی زبانیں کھلیں اور انہوں نے کہا ہرگز نہیں ہم نے تو نہیں لکھا تھا۔ آپ چلا اٹھے سبحان اللہ کیا یہ جھوٹ ہے واللہ تم نے ہی لکھا تھا اس کے بعد آپ نے پھر پکار کر کہا اے لوگو چونکہ تم اب مجھے ناپسند کرتے ہو اس لئے بہتر ہے کہ مجھے چھوڑ دو میں یہاں سے واپس چلا جاتا ہوں۔

یہ سن کر قیس بن الاشعث نے کہا کیا یہ بہتر نہیں کہ آپ اپنے آپ کو اپنے عم زادوں کے حوالے کردیں وہ وہی برتاؤ کریں گے جو آپ کو پسند ہے آپ کو ان سے کوئی گزند نہ پہنچے گا۔ آپ نے جواب دیا تم سب ایک تھیلی کے چٹے بٹے ہو اے شخص کیا تو چاہتا ہے کہ بنی ہاشم تجھ سے مسلم بن عقیل کے سوا ایک اور خون کا مطالبہ کریں' نہیں واللہ میں ذلت کے ساتھ اپنے آپ کو ان کے حوالے نہیں کروں گا۔ (ابن جریر ج ٦ ص ٢٤٣)

زہیر بن القین اپنا گھوڑا آگے بڑھا کر لشکر کے سامنے پہنچے اور چلائے اے اہل کوفہ عذاب الٰہی سے ڈرو ہر مسلمان پر اپنے بھائی کو نصیحت کرنا فرض ہے۔ دیکھو اس وقت تک ہم سب آپس میں بھائی بھائی ہیں ایک ہی دین اور ایک ہی طریقہ پر قائم ہیں جب تک تلواریں نیام سے باہر نہیں نکلتیں تم ہماری نصیحت اور خیر خواہی کے ہر طرح حقدار ہو لیکن تلوار کے درمیان آتے ہی باہمی حرمت ٹوٹ جائے گی اور ہم تم دو الگ الگ گروہ ہوجائیں گے۔ دیکھو خدا نے ہمارا اور تمہارا اپنے نبی ﷺ کی اولاد کے بارے میں امتحان لینا چاہا ہے ہم تمہیں اہل بیت کی نصرت کی طرف بلاتے ہیں اور سرکش عبید اللہ بن زیاد کی مخالفت پر دعوت دیتے ہیں یقین کرو ان حاکموں سے تمہیں کبھی بھلائی حاصل نہ ہوگی یہ تمہاری آنکھیں پھوڑیں گے تمہارے ہاتھ پاؤں کاٹیں گے تمہارے چہرے بگاڑیں گے تمہیں درختوں کے تنوں میں پھانسی دیں گے اور نیکو کاروں کو چن چن کر قتل کریں گے بلکہ وہ تو کب کا کر بھی چکے ہیں ابھی حجر بن عدی' ہانی بن عمرو غیرہ کے واقعات اتنے پرانے نہیں ہوئے کہ

تمہیں یاد نہ رہے ہوں۔

کوفیوں نے یہ تقریر سنی تو زہیر کو برا بھلا کہنے لگے اور ابن زیاد کی تعریفیں کرنے لگے۔ بخدا ہم اس وقت تک نہ ٹلیں گے جب تک حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کو قتل نہ کرلیں یا انہیں امیر کے روبرو حاضر نہ کرلیں' ان کا یہ جواب تھا۔ زہیر نے جواب دیا خیر اگر فاطمہ کا بیٹا سمیہ کے چھوکرے (یعنی ابن زیاد) سے کہیں زیادہ تمہاری حمایت اور نصرت کا مستحق ہے تو کم از کم اولاد رسول کا اتنا تو پاس کرو کہ اسے قتل نہ کرواسے اور اس کے عم زاد یزید بن معاویہ کو چھوڑ دو تاکہ آپس میں معاملہ طے کرلیں میں قسم کھاکر کہتا ہوں کہ یزید کو خوش کرنے کے لئے یہ ضروری نہیں کہ تم حسین رضی اللہ عنہ کا خون بہاؤ۔(ابن جریر ج ۶ ص ۲۴۲ شرح نہج البلاغہ)

عدی بن حرملہ سے روایت ہے کہ ابن سعد نے جب فوج کو حرکت دی تو حربن زید نے کہا خدا آپ کو سنوارے کیا آپ اس شخص سے واقعی لڑیں گے؟ ابن سعد نے جواب دیا ہاں واللہ لڑائی اور ایسی لڑائی جس میں کم از کم یہ ہوگا کہ سر کٹیں گے اور ہاتھ شانوں سے اڑ جائیں گے۔ حر نے کہا کیا ان تینوں شرطوں میں سے کوئی ایک بھی قابل قبول نہیں جو اس نے پیش کی ہیں۔ ابن سعد نے کہ بخدا اگر مجھے اختیار ہوتا تو ضرور منظور کرلیتا مگر کیا کروں تمہارا حاکم منظور نہیں کرتا۔ حر بن یزید یہ سن کر اپنی جگہ پر لوٹ آیا اس کے قریب خود اس کے قبیلہ کا بھی ایک شخص کھڑا تھا اس کا نام قرہ بن قیس تھا حر نے اس سے کہا کہ تم نے اپنے گھوڑے کو پانی پلا لیا۔ بعد میں قرہ کہا کرتا تھا کہ حر کے اس سوال سے ہی میں سمجھ گیا تھا کہ وہ لڑائی میں شریک نہیں ہونا چاہتا اور مجھے ٹالنا چاہتا ہے تاکہ اس کی شکایت حاکم سے نہ کروں۔ میں نے گھوڑے کو پانی نہیں پلایا ہے میں ابھی جاتا ہوں۔ یہ کہہ کر میں دوسری طرف روانہ ہوگیا میرے الگ ہوتے ہی حر نے امام حسین رضی اللہ عنہ کی طرف آہستہ آہستہ بڑھنا شروع کیا۔

اس کے قبیلے کے ایک شخص مہاجر بن اوس نے کہا کیا تم حسین رضی اللہ عنہ پر حملہ کرنا چاہتے ہو حر خاموش ہوگیا مہاجر کو شک ہوا کہنے لگا تمہاری خاموشی مشتبہ ہے میں نے کبھی کسی جنگ میں تمہاری یہ حالت نہیں دیکھی اگر مجھ سے پوچھا جائے کہ کوفہ میں سب سے بہادر کون ہے؟ تو تمہارے نام کے سوا کوئی نام میری زبان پر نہیں آسکتا پھر یہ تم کیا کررہے ہو؟ حر نے سنجیدگی سے جواب دیا۔ بخدا میں جنت یا دوزخ کا انتخاب کررہا ہوں واللہ میں نے جنت کا انتخاب کرلیا ہے چاہے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے جائیں۔ یہ کہا اور گھوڑے کو ایڑ لگا کر لشکر حسین رضی اللہ عنہ میں پہنچ گیا۔

حضرت حسین ﷺ کی خدمت میں پہنچ کر کہا ابن رسول ﷺ میں ہی وہ بد بخت ہوں جس نے آپ کو لوٹنے سے روکا راستہ بھر آپ کا پیچھا کیا اور اس جگہ اترنے پر مجبور کیا خدا کی قسم میرے وہم وگمان میں بھی یہ بات نہ آئی کہ یہ لوگ آپ کی شرطیں منظور نہ کریں گے تو میں ہرگز اس حرکت کا مرتکب نہ ہوتا میں اپنے قصوروں پر نادم ہوکر توبہ کے لئے آپ کے پاس آیا ہوں میں آپ کے قدموں پر قربان ہو جانا چاہتا ہوں کیا آپ کے خیال میں یہ میری توبہ کے لئے کافی ہوگا؟ حضرت نے فرمایا ہاں خدا تیری توبہ قبول کرے تجھے بخش دے تیرا نام کیا ہے؟ اس نے کہا حر بن یزید۔ فرمایا تو حر (یعنی آزاد) ہے جیسا کہ تیری ماں نے تیرا نام رکھ دیا ہے تو دنیا میں اور آخرت میں انشاء اللہ حر ہے۔ پھر دشمنوں کی صفوں کے سامنے پہنچا اور کہا اے لوگو حسین ﷺ کی پیش کی ہوئی شرطوں میں سے کوئی شرط کیوں نہیں مان لیتے تاکہ خدا تمہیں اس امتحان سے بچالے؟ لوگوں نے جواب دیا یہ ہمارے سردار عمر بن سعد موجود ہیں وہ خود جواب دیں گے۔

عمر نے کہا میری دلی خواہش تھی کہ ان کی شرطیں منظور کرسکتا اس کے بعد حر نے نہایت جوش وخروش سے تقریر کی اور اہل کوفہ کو ان کی بدعہدی وغداری کی غیرت وشرم دلائی لیکن اس کے جواب میں انہوں نے تیر برسانے شروع کردیئے۔ ناچار خیمہ کی طرف لوٹ آیا۔ اس واقعہ کے بعد عمر بن سعد نے اپنی کمان اٹھائی اور لشکر حسین ﷺ کی طرف یہ کہہ کر تیر پھینکا گواہ رہو کہ سب سے پہلے تیر میں نے پھینکا ہے پھر تیر بازی شروع ہوگئی تھوڑی دیر بعد زیاد بن ابیہ اور عبید اللہ بن زیاد کے غلام یسار اور سالم میدان میں نکلے اور مبارزت طلب کی قدیم طریق جنگ میں مبارزت کا طریقہ یہ تھا کہ فریقین کے لشکر سے ایک ایک جنگ آزما نکلتا اور پھر دونوں باہم دگر پیکار کرتے لشکر حسین ﷺ نے حبیب بن مظاہر اور بریر بن حضیر نکلنے لگے مگر حضرت حسین ﷺ نے انہیں منع کیا پھر عبداللہ بن عمیر نے کھڑے ہوکر عرض کیا مجھے اجازت دیجئے یہ شخص اپنی بیوی کے ساتھ حضرت کی حمایت کے لئے کوفہ سے چل کر آیا تھا سیاہ رنگ' تنومند کشادہ سینہ تھا۔ آپ نے اس کی صورت دیکھ کر فرمایا بے شک یہ مرد میدان ہے اور اجازت دے دی عبداللہ نے چند پھیروں میں دونوں کو زیر کرکے قتل کردیا اس کی بیوی ام وہب ہاتھ میں لاٹھی لئے کھڑی تھی اور جنگ کی ترغیب دیتی تھی پھر یکایک اسے اس قدر جوش آیا کہ میدان جنگ کی طرف بڑھنے لگی حضرت حسین ﷺ یہ دیکھ کر بہت متاثر ہوئے فرمایا اہل بیت کی طرف سے خدا تمہیں جزائے خیر دے لیکن عورتوں کی ذمہ لڑائی نہیں۔

اس کے بعد ابن سعد کے میمنہ نے حملہ کیا جب بالکل قریب آئے تو حضرت کے رفقاء زمین پر گھٹنے ٹیک کر کھڑے ہوگئے اور نیزے سیدھے کردیئے نیزوں کے منہ پر گھوڑے بڑھ نہ سکے اور لوٹنے لگے حضرت کی

فوج نے اس موقعہ سے فائدہ اٹھایا اور تیر مار کر کئی آدمی قتل اور زخمی کردیئے۔ اب باقاعدہ جنگ جاری ہوگئی طرفین سے ایک دو نوجوان نکلتے تھے اور تلوار کے جوہر دکھاتے تھے حضرت حسین ؓ کے طرف داروں کا پلہ بھاری تھا جو سامنے آتا تھا منہ کی کھاتا تھا میمنہ کے سپہ سالار عمر بن الحجاج نے یہ حالت دیکھی تو پکار اٹھا۔ بیوقوفو پہلے جان لو کن سے لڑ رہے ہو یہ لوگ جان پر کھیلے ہوئے ہیں تم سب اسی طرح ایک ایک کرکے قتل ہوتے جاؤ گے ایسا نہ کرو یہ مٹھی بھر ہیں پتھروں سے انہیں مار سکتے ہو عمر بن سعد نے یہ رائے پسند کی اور حکم دیا کہ مبارزت بند کی جائے اور عام حملہ شروع کیا جائے چنانچہ میمنہ آگے بڑھا اور کشت وخون شروع ہوگیا۔ ایک گھڑی بعد لڑائی رکی تو نظر آیا کہ حسینی فوج کے نامور بہادر مسلم بن عوسجہ خاک وخون میں پڑے ہیں حضرت حسین ؓ دوڑ کر لاش پر پہنچے ابھی سانس باقی تھا آہ بھر کہ فرمایا مسلم تجھ پر خدا کی رحمت "منھم من قضٰی نحبه ومنھم من ینتظر ومابدلوا تبدیلا" مسلم بن عوسجہ اس جنگ میں آپ کی جانب سے پہلے شہید تھے۔ (ابن جریر وکامل ج ۶ ص ۲۴۹)

میمنہ کے بعد میسرہ نے یورش کی اس کا سپہ سالار شمر ذالجوشن تھا حملہ بہت سخت تھا مگر حسینی میسرے نے بڑی بہادری سے مقابلہ کیا اس بازو میں صرف ۳۲ سوار تھے جس طرف ٹوٹ پڑتے تھے صفیں الٹ جاتی تھیں آخر طاقتور دشمن نے محسوس کرلیا کہ کامیابی ناممکن ہے چنانچہ فوراً نئی کمک طلب کی بہت سے سپاہی اور پانچ سو تیر انداز امداد کو پہنچے انہوں نے آتے ہی تیر برسانا شروع کردیئے تھوڑی دیر میں حسینی فوج کے گھوڑے بیکار ہوگئے اور سواروں کو پیدل ہوجانا پڑا۔ ایوب بن مشرح روایت کرتے ہیں کہ حر بن یزید کا گھوڑا خود میں نے زخمی کیا تھا میں نے اسے تیروں سے چھلنی کرڈالا حر بن یزید زمین پر کود پڑے تلوار ہاتھ میں لئے بالکل شیر ببر معلوم ہوتے تھے ہر طرف تلوار متحرک تھی اور یہ شعر زبان پر تھا۔ (اگر تم نے میرا گھوڑا زخمی کردیا تو کیا ہوا میں شریف کا بیٹا ہوں خونناک شیر سے بھی زیادہ بہادر ہوں) لڑائی اپنی پوری ہولناکی سے جاری تھے اور دوپہر ہوگئی مگر کوئی فوج غلبہ حاصل نہ کرسکی وجہ یہ تھی کہ لشکر امام مجتمع تھا اور حسینی فوج نے تمام خیمے ایک جگہ جمع کردیئے تھے اور دشمن صرف ایک ہی رخ سے حملہ کرسکتا تھا عمر بن سعد نے یہ دیکھا تو خیمے اکھاڑ ڈالنے کے لئے آدمی بھیجے حسینی فوج کے صرف چار پانچ آدمی یہاں مقابلہ کے لئے کافی ثابت ہوئے خیموں کی آڑ سے دشمن کے آدمیوں کو قتل کرنے لگے جب یہ صورت حال بھی کامیاب نہ رہی تو عمر بن سعد نے خیمے جلادینے کا حکم دیا سپاہی آگ لے کر دوڑے حسینی فوج نے یہ دیکھا تو بڑی مضطرب ہوئی مگر حضرت حسین ؓ نے فرمایا کچھ پرواہ نہیں جلانے دو یہ ہمارے لئے اور بھی زیادہ بہتر ہے اب وہ پیچھے سے حملہ نہیں کرسکیں گے اور ہوا بھی یہی۔

اسی اثناء میں زہیر بن القین نے شمر پر زبردست حملہ کیا اور اس کی فوج کے قدم اکھاڑ دیئے مگر کب

تک ذرا دیر کے بعد پھر دشمن کا ہجوم ہوگیا اب حسینی لشکر کی بے بسی صاف ظاہر تھی بہت سے لوگ قتل ہو چکے تھے حتی کہ عبداللہ بن عمیر الکلبی بھی جس کا ذکر اوپر آچکا ہے قتل ہو چکا تھا اس کی بیوی ام وہب بھی شہید کردی گئی یہ میدان جنگ میں بیٹھی اپنے مقتول شوہر کے چہرے سے مٹی صاف کررہی تھی اور یہ کہتی جاتی تھی" تجھے جنت مبارک ہو "شمر نے اسے دیکھا اور قتل کر ڈالا۔ (ابن جریر ج ۶ ص ۲۵۱)

ابو تمامہ عمر نے اپنی بے بسی کی حالت محسوس کی اور جناب حسین رضی اللہ عنہ سے عرض کیا دشمن اب بالکل آپ کے قریب آگیا ہے واللہ آپ اس وقت تک قتل نہیں ہونے پائیں گے جب تک میں خود قتل نہ ہو جاؤں لیکن میری آرزو ہے کہ اپنے رب سے نماز پڑھ کر ملوں جس کا وقت قریب آگیا ہے۔ یہ سن کر حضرت نے سر اٹھایا اور فرمایا دشمنوں سے کہو کہ ہمیں نماز کی مہلت دیں مگر دشمنوں نے یہ درخواست منظور نہ کی اور لڑائی جاری رہی۔ یہ وقت بہت سخت تھا دشمن نے اپنی پوری قوت لگادی تھی غضب یہ ہوا کہ حسینی میسرہ کے سپہ سالار حبیب ابن مظاہر بھی قتل ہوگئے گویا فوج کی کمر ٹوٹ گئی حبیب کے بعد حر بن یزید کی باری تھی جوش میں یہ شعر پڑھتے ہوئے دشمن کی صفوں میں گھس گئے۔ (میں نے قسم کھائی ہے کہ میں قتل نہیں ہوں گا جب تک قتل نہ کرلوں اور مروں گا تو اسی حال میں مروں گا کہ آگے بڑھ رہا ہوں۔ انہیں تلواروں کی کاری ضربوں سے ماروں گا نہ بھاگوں گا نہ ڈروں گا)

چند لمحوں کی بات تھی حر زخموں سے چور ہو کر گرے اور جان بحق تسلیم ہوگئے اب ظہر کا وقت ختم ہو چکا تھا حضرت نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ نماز پڑھی نماز کے بعد دشمن کا دباؤ اور بھی زیادہ ہوگیا اس موقعہ پر آپ کے میسرہ کے سپہ سالار زہیر بن القین نے میدان اپنے ہاتھوں میں لے لیا اور شعر پڑھتے ہوئے دشمن پر ٹوٹ پڑے۔ (میں زہیر ہوں ابن القین ہوں اپنی تلوار کی نوک سے انہیں حسین رضی اللہ عنہ سے دور کردوں گا) صفیں درہم برہم کردیں اور پھر لوٹے اور حسین رضی اللہ عنہ کے شانے پر ہاتھ مارا جوش میں آکر یہ شعر پڑھے۔ خدا نے تمہیں ہدایت دی آج تو اپنے نانا نبی سے ملاقات کرے گا (اور حسن سے مرتضیٰ سے اور بہادر نوجوان جعفر طیار سے۔ اور شہید زندہ اسداللہ حمزہ سے) پھر دشمنوں کی طرف لوٹے اور قتل کرتے رہے یہاں تک کہ قتل ہوگئے۔ اب آپ کے ساتھیوں نے دیکھا کہ دشمن کو روکنا ناممکن ہے چنانچہ انہوں نے طے کیا کہ آپ کے سامنے ایک ایک کر کے قتل ہو جائیں چنانچہ دو غفاری بھائی آگے بڑھے اور لڑنے لگے یہ شعر ان کی زبان پر تھے (بنی غفار اور

قبائل نزار نے اچھی طرح جان لیا ہے کہ ہم بے پناہ شمشیر آبدار سے فاجروں کے ٹکڑے اڑادیں گے اے قوم تلواروں اور نیزوں سے شریفوں کی حمایت کرو) ان کے بعد دو جابری لڑکے آئے دونوں بھائی زار و قطار رو رہے تھے حضرت نے انہیں دیکھا تو فرمانے لگے اے میرے بھائی کے فرزند کیوں روتے ہو ابھی چند لمحے بعد تمہاری آنکھیں ٹھنڈی ہو جائیں گی۔ انہوں نے ٹوٹی ہوئی آواز میں عرض کیا ہم اپنی جان پر نہیں روتے ہم آپ پر روتے ہیں دشمن نے آپ کو گھیر لیا ہے اور ہم آپ کے کچھ کام نہیں آسکتے۔ پھر ان دونوں نے بڑی ہی شجاعت سے لڑنا شروع کیا بار بار چلاتے تھے۔ السلام علیک یا ابن رسول اللہ ۔

ان کے بعد حنظلہ بن اسعد کے سامنے آکر کھڑے ہوئے اور با آواز بلند مخاطب ہوئے اے قوم میں ڈرتا ہوں کہ عاد و ثمود کی طرح تمہیں بھی روز بد نہ دیکھنا پڑے میں ڈرتا ہوں کہ تم برباد نہ ہو جاؤ اے قوم حسین رضی اللہ عنہ کو قتل نہ کرو ایسا نہ ہو کہ خدا تم پر عذاب نازل کردے بالا آخر یہ بھی شہید ہو گئے۔ غرضیکہ یکے بعد دیگرے تمام اصحاب قتل ہو گئے اب بنی ہاشم اور خاندان نبوت کی باری تھی سب سے پہلے آپ کے صاحبزادے علی اکبر رضی اللہ عنہ میدان میں آئے اور دشمن پر حملہ کیا ان کا رجزیہ تھا (میں علی بن حسین رضی اللہ عنہ بن علی ہوں قسم رب کعبہ کی ہم نبی کے قرب کے زیادہ حقدار ہیں۔ قسم خدا کی نامعلوم باپ کے لڑکے کا بیٹا ہم پر حکومت نہیں کرسکے گا)۔ بڑی شجاعت سے لڑے آخر مرہ بن منقذ العبدی کی تلوار سے شہید ہو گئے ایک راوی کہتا ہے کہ میں نے دیکھا کہ خیمہ سے ایک عورت تیزی سے نکلی وہ چلا رہی تھی آہ ! بھائی آہ ! بھتیجے میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا زینب بنت فاطمہ بنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم لیکن حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے ان کا ہاتھ پکڑ لیا اور خیمے میں پہنچا آئے پھر علی کی نعش اٹھائی اور خیمے کے سامنے لا کر رکھ دی۔ (ابن جریر طبری ج ۶ ص ۲۵۶)

ان کے بعد اہل بیت اور بنی ہاشم کے دوسرے جان فروش قتل ہوتے رہے یہاں تک کہ میدان میں ایک نوجوان نمودار ہوا وہ کرتہ پہنے' تہ بند باندھے پاؤں میں نعل پہنے ہوئے تھا۔ بائیں نعل کی ڈوری ٹوٹی ہوئی تھی وہ اس قدر حسین تھا کہ اس کا چہرہ چاند کا ٹکڑا معلوم ہوتا تھا شیر کی طرح بپھرا ہوا تھا اور دشمن پر ٹوٹ پڑا عمر بن سعد نے اس کے سر پر تلوار ماری نوجوان چلایا ہائے چچا اور وہ زمین پر گر پڑا آواز سنتے ہی حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ بھوکے باز کی طرح ٹوٹے اور غضب ناک شیر کی طرح قاتل پر لپکے بے پناہ تلوار کا وار کیا مگر ہاتھ کہنی سے کٹ کر اڑ چکا تھا زخم کھا کر قاتل نے پکارنا شروع کیا فوج اسے بچانے کے لئے ٹوٹ پڑی مگر گھبراہٹ میں بچانے کی بجائے اسے روند ڈالا۔

راوی کہتا ہے کہ جب غبار چھٹ گیا تو میں کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ لڑکے کے سرہانے

کھڑے ہیں وہ ایڑیاں رگڑ رہا ہے اور آپ فرماتے ہیں ان کے لئے ہلاکت ہے جنہوں نے تجھے قتل کیا ہے قیامت کے دن یہ تیرے نانا کو کیا جواب دیں گے؟ بخدا تیرے چچا کے لئے یہ سخت حسرت کا مقام ہے تو اسے پکارے اور وہ جواب نہ دے یا جواب دے مگر تجھے اس کی آواز نفع نہ پہنچا سکے افسوس تیرے چچا کے دشمن بہت ہوگئے ہیں اور دوست باقی نہ رہے پھر لاش اپنی گود میں اٹھائی لڑکے کا سینہ آپ کے سینے سے ملا ہوا تھا اور پاؤں زمین پر رگڑے جاتے تھے اس حال سے آپ اسے لائے اور علی اکبر ؓ کی لاش کے پہلو میں لٹا دیا۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے لوگوں سے پوچھا یہ کون ہے؟ لوگوں نے بتایا قاسم بن حسن ؓ بن علی ؓ بن ابی طالب۔

حضرت حسین ؓ پھر اپنی جگہ کھڑے ہوگئے عین اسی وقت آپ کے یہاں لڑکا پیدا ہوا وہ آپ کے پاس لایا گیا آپ نے اسے گود میں رکھا اور اس کے کان میں اذان دینے لگے اچانک ایک تیر آیا اور بچہ کے حلق میں پیوست ہوگیا بچہ کی روح پرواز کرگئی آپ نے تیر اس کے حلق سے کھینچ کر نکالا خون سے چلو بھرا اور اس کے جسم پر ملنے اور فرمانے لگے واللہ تو خدا کی نظر میں صالح کی اونٹنی سے زیادہ عزیز ہے اور محمد ﷺ خدا کی نظر میں صالح سے زیادہ افضل ہیں الٰہی اگر تم نے ہم سے اپنی نصرت روک لی ہے تو وہی کر جس میں بہتری ہے۔ اسی طرح ایک ایک کرکے سب بنی ہاشم اور اہل بیت شہید ہوگئے۔

ان سب کے بعد اب خود آپ کی باری تھی آپ میدان میں تنہا کھڑے تھے دشمن یلغار کرکے آتے تھے مگر وار کرنے کی ہمت نہ پڑتی تھی ہر ایک کی خواہش تھی کہ اس گناہ کو دوسرے کے سر ڈالے لیکن شمر ذوالجوشن نے لوگوں کو برانگیختہ کرنا شروع کیا ہر طرف سے آپ کو گھیر لیا گیا اہل بیت کے خیمے میں عورتیں اور چند کم عمر لڑکے رہ گئے تھے اندر سے ایک لڑکے نے آپ کو اس طرح گھرا دیکھا تو جوش سے بے خود ہوگیا اور خیمے کی لکڑی اکھیڑ کر دوڑ پڑا۔ راوی کہتا ہے کہ اس کے کانوں میں در پڑے ہل رہے تھے یہ گھبرایا ہوا دائیں بائیں دیکھتا چلا گیا۔ حضرت زینب کی نظر پڑ گئی دوڑ کر پکڑ لیا۔ حضرت حسین ؓ نے بھی دیکھ لیا اور بہن سے کہا روکے رکھو آنے نہ پائے۔ مگر لڑکے نے زور کرکے اپنے آپ کو چھڑا لیا اور حضرت کے پہلو میں پہنچ گیا۔ عین اسی وقت بحر بن کعب نے تلوار اٹھائی۔ لڑکے نے فوراً" ڈانٹ بتائی او خبیث میرے چچا کو قتل کرے گا سنگدل حملہ آور نے اپنی بلند تلوار لڑکے پر چھوڑ دی اس نے ہاتھ پر روکی ہاتھ کٹ گیا ذرا سی کھال رہ گئی بچہ تکلیف سے چلایا حضرت نے اسے اپنے سینے سے چمٹا لیا اور فرمایا صبر کر اسے ثواب خداوندی کا ذریعہ بنا۔ اللہ تعالیٰ تجھے بھی تیرے بزرگوں تک پہنچا دے گا رسول اللہ ﷺ علی بن ابی طالب ؓ، حمزہ ؓ، جعفر ؓ، اور حسن

بن علی ؓ تک۔

اب آپ پر ہر طرف سے نرغہ شروع ہوا آپ نے بھی تلوار چلانا شروع کی پیدل فوج پر ٹوٹ پڑے اور تن تنہا اس کے قدم اکھاڑ دیئے۔ عبداللہ بن عمر جو خود اس جنگ میں شریک تھا' روایت کرتا ہے کہ میں نے نیزے سے حضرت حسین ؓ پر حملہ کیا اور ان کے بالکل قریب پہنچ گیا میں اگر چاہتا تو قتل کر سکتا تھا مگر یہ خیال کر کے ہٹ گیا یہ گناہ اپنے سر کیوں لوں۔ میں نے دیکھا دائیں بائیں ہر طرف سے ان پر حملے ہو رہے تھے لیکن وہ جس طرف مڑ جاتے دشمن کو بھگا دیتے تھے وہ اس وقت کرتہ پہنے اور عمامہ باندھے تھے۔ واللہ میں نے کبھی کسی شکستہ دل کو جس کا گھر کا گھر خود اس کی آنکھوں کے سامنے قتل ہو گیا ہو ایسا شجاع ثابت قدم مطمئن اور جری نہیں دیکھا۔ حالت یہ تھی کہ دائیں بائیں سے دشمن اس طرح بھاگ کھڑے ہوتے تھے جس طرح شیر کو دیکھ کر بکریاں بھاگ جاتی ہیں دیر تک یہی حالت رہی اسی اثنا میں آپ کی بہن زینب بنت فاطمہ ؓ خیمہ سے باہر نکلیں ان کے کانوں میں بالیاں پڑی تھیں وہ چلاتی تھیں کاش آسمان زمین پر ٹوٹ پڑے یہ وہ موقعہ تھا جب کہ عمر بن سعد حضرت حسین ؓ کے بالکل قریب ہو گیا حضرت زینب نے پکار کر کہا اے عمر ابو عبداللہ تمہاری آنکھوں کے سامنے قتل ہو جائیں گے عمر نے منہ پھیر لیا مگر اس کے رخسار اور داڑھی پر آنسوؤں کی لڑیاں بہنے لگیں۔

لڑائی کے دوران آپ کو بہت سخت پیاس لگی آپ پانی پینے فرات کی طرف چلے مگر دشمن کب جانے دیتا تھا۔ اچانک ایک تیر آیا اور آپ کے حلق میں پیوست ہو گیا۔ آپ نے تیر کھینچ لیا پھر آپ نے ہاتھ منہ کی طرف اٹھائے تو دونوں چلو خون سے بھر گئے آپ نے خون آسمان کی طرف اچھالا اور خدا کا شکر ادا کیا۔ الٰہی میرا شکوہ تجھی سے ہے دیکھ تیرے رسول کے نواسے سے کیا برتاؤ ہو رہا ہے؟ " تو نیز بر سر بام آچہ خوش تماشا ئیست ۔" پھر آپ اپنے خیمے کی طرف لوٹنے لگے تو شمر اور اس کے ساتھیوں نے یہاں بھی تعرض کیا حضرت نے محسوس کیا کہ ان کی نیت خراب ہے خیمہ لوٹنا چاہتے ہیں فرمایا اگر تم میں دین نہیں اور تم روز آخرت سے ڈرتے نہیں تو کم از کم دنیاوی شرافت پر تو قائم رہو۔ میرے خیمے کو اپنے جاہلوں اور اوباشوں سے محفوظ رکھو۔ شمر نے جواب دیا اچھا ایسا ہی کیا جائے گا اور آپ کا خیمہ محفوظ رہے گا۔

اب بہت دیر ہو چکی تھی۔ روای کہتا ہے کہ دشمن اگر چاہتا تو آپ کو بہت پہلے قتل کر ڈالتا مگر یہ گناہ کوئی بھی اپنے سر نہ لینا چاہتا تھا۔ آخر شمر ذوالجوش چلایا تمہارا برا ہو کیا انتظار کرتے ہو کیوں کام تمام نہیں کرتے؟ اب پھر ہر طرف سے نرغہ ہوا آپ نے پکار کر کہا کیوں میرے قتل پر ایک دوسرے کو ابھارتے ہو؟ واللہ میرے بعد کسی بندے کے قتل پر بھی خدا اتنا ناخوش نہ ہو گا جتنا میرے قتل پر ناخوش ہو گا۔ مگر اب وقت آچکا تھا

زرعہ بن شریک تمیمی نے آپ کے بائیں ہاتھ کو زخمی کردیا پھر شانے پر تلوار ماری۔ آپ کمزوری سے لڑکھڑائے لوگ ہیبت سے پیچھے ہٹ گئے مگر سنان بن انس نخعی نے بڑھ کر نیزہ مارا اور آپ زمین پر گر پڑے۔ اس نے ایک شخص سے کہا سر کاٹ لے وہ سر کاٹنے کے لئے لپکا مگر جرات نہ ہوئی۔ سنان بن انس نے دانت پیس کر کہا خدا تیرے ہاتھ شل کرڈالے۔ پھر جوش سے اترا اور آپ کو ذبح کیا اور سر تن سے جدا کیا۔

جعفر بن محمد بن علی سے مروی ہے کہ قتل کے بعد دیکھا گیا کہ آپ کے جسم پر نیزے کے ۳۳ زخم اور تلوار کے ۳۴ گھاؤ تھے۔ سنان بن انس قاتل کے دماغ میں کس قدر فتور تھا۔ قتل کے وقت اس کی عجیب حالت تھی جو شخص بھی حضرت کی نعش کے قریب آتا وہ اس پر حملہ آور ہوتا تھا وہ ڈرتا تھا کہ کوئی دوسرا ان کا سر کاٹ کر نہ لے جائے۔ قاتل نے سر کاٹ کر خولی بن یزید اصبحی کے حوالے کیا اور خود عمر بن سعد کے پاس دوڑا گیا۔ خیمے کے سامنے کھڑا ہو کر چلایا (مجھے سونے چاندی سے لادو۔ میں نے بڑا بادشاہ مارا ہے) (میں نے اسے قتل کیا ہے جس کے ماں باپ سب سے افضل ہیں اور جو اپنے نسب میں سب سے اچھا ہے) عمر بن سعد نے اسے بلایا اور بہت خفا ہو کر کہنے لگا واللہ تو مجنوں ہے پھر اپنی لکڑی سے اسے مار کر کہا پاگل ایسی بات کہتا ہے بخدا اگر عبید اللہ بن زیاد سنتا تو تجھے ابھی مار ڈالتا۔

قتل کے بعد کوفیوں نے آپ کے بدن کے کپڑے تک اتار لئے پھر آپ کے خیمے کی طرف بڑھے زین العابدین ؓ بستر پر بیمار پڑے تھے۔ شمر اپنے چند سپاہیوں کے ساتھ پہنچا اور کہنے لگا اسے بھی کیوں نہ قتل کر ڈالیں لیکن اس کے بعض ساتھیوں نے مخالفت کی کہا کیا بچوں کو بھی مار ڈالو گے۔ اسی اثنا میں عمر بن سعد بھی آگیا اور حکم دیا کوئی عورتوں کے خیمے میں نہ گھسے اس بیمار کو کوئی نہ چھیڑے جس کسی نے خیمے کا اسباب لوٹا ہو واپس کردے۔ زین العابدین نے یہ سن کر اپنی بیمار آواز میں کہا عمر بن سعد خدا تجھے جزائے خیر دے تیری زبان نے ہمیں بچالیا۔ عمر بن سعد کو حکم تھا کہ حسین ؓ کی نعش گھوڑوں کی ٹاپوں سے روند ڈالے۔ اب اس کا وقت آیا اس نے پکار کر کہا اس کام کے لئے کون تیار ہے دس آدمی تیار ہوئے اور گھوڑے دوڑا کر جسم مبارک روند ڈالا۔

چوں بگذرو نظیری خونین کفن بہ حشر
خلقے فغاں کنند کہ ایں داد خواہ کیست

اس جنگ میں حضرت حسین ؓ کے ۷۲ آدمی شہید ہوئے اور کوفی فوج کے ۸۸ مقتول ہوئے

جماعتی سرگرمیاں

گولارچی میں ختم نبوت کانفرنس

(گولارچی : محمد سعید انجم) عالم اسلام نے متفقہ طور پر قادیانیت کو ایک ناسور قرار دیا ہے جبکہ علماء کرام نے بھی متفقہ طور پر اپنے فتوؤں میں قادیانیوں کو کافر اور ان کے ساتھ راہ و رسم کو ناجائز قرار دیا ہے۔ سندھ میں کنری کے بعد فاضل راہو (گولارچی) کو قادیانیوں کا گڑھ مانا جاتا ہے کیونکہ شہر کے ساتھ یہاں کے دیہات میں بھی قادیانی آباد ہیں اور جو چوری چھپے یہاں کے سادہ لوح اور ان پڑھ مسلمانوں کو اسلام کے نام پر دھوکہ دے کر انہیں قادیانی صفوں میں شامل کرنے کی ناپاک سازش کررہے ہیں حالیہ مردم شماری میں قادیانیوں کی جانب سے علاقہ کے ان پڑھ اور سادہ لوح مسلمانوں کو قومی ڈیٹا فارم کے مذہب کے خانہ میں مسلمان کی بجائے انہیں قادیانی ظاہر کئے جانے کے عمل کے انکشاف کے بعد علاقہ میں قادیانیوں کے خلاف غم وغصہ کی لہر پھیل گئی اور بالا آخر ایک معمولی سے ہنگامہ کے بعد ملزمان کی گرفتاری عمل میں آئی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی جانب سے علاقہ میں قادیانیوں کی سرگرمیوں کے توڑ اور مسلمانوں میں جذبہ تحفظ ختم نبوت کو زندہ رکھنے کے لئے ہر سال یہاں ختم نبوت کانفرنس منعقد کی جاتی ہے۔ ہر سال کی طرح امسال بھی ۱۳ اپریل کو بعد نماز عشاء ختم نبوت کانفرنس کا انعقاد کیا گیا۔ کانفرنس کے انعقاد سے کچھ ہفتہ قبل ہونے والے اول الذکر واقعہ کے سبب اس مرتبہ کانفرنس میں شرکاء کا جوش و خروش قابل دید تھا کانفرنس کو پر امن طریقہ سے کامیاب بنانے کے لئے معززین شہر اور نوجوانوں پر مشتمل کمیٹیاں تشکیل دی گئیں اس سلسلہ میں سب سے حوصلہ افزا اور خوش کن بات یہ ہے کہ کانفرنس میں دین اسلام سے تعلق رکھنے والے تمام مکاتب فکر کے حضرات کو شرکت کی دعوت دی گئی اور جن کی شمولیت سے مقامی سطح پر اتحاد و یگانگت کا مثالی مظاہرہ دیکھنے میں آیا۔ کانفرنس میں شرکت کے لئے دور دراز سے علماء کرام تشریف لائے جن میں مرکزی جنرل سیکرٹری حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری ملتان، مولانا اللہ وسایا (ربوہ)، مولانا احمد میاں حمادی (ٹنڈو آدم)، مولانا محمد نذر عثمانی، مولانا محمد قاسم جمالی (بدین)، مولانا محمد علی صدیقی سمیت متعدد دیگر علماء شامل تھے۔

کانفرنس کی شروعات مولانا محمد قاسم جمالی نے اپنی تقریر سے کی انہوں نے اپنی تقریر میں کہا کہ فاضل راہو میں قادیانیوں کی بڑھتی ہوئی سرگرمیاں ہم سب کے لئے لمحہ فکریہ ہیں جن کا سدباب انتہائی ضروری ہے

انہوں نے کہا کہ قادیانیوں کی جانب سے اسلامی شعائر کے استعمال کے خلاف اگر عوامی طاقت کا استعمال کرنے کی ضرورت پڑی تو اس سے بھی دریغ نہ کیا جائے گا۔ مولانا نذر عثمانی نے اپنی تقریر میں کہا کہ مسلمانوں میں آپس کی فرقہ وارانہ تفریق قادیانیت کی پیدا کردہ ہے انہوں نے کہا کہ آج اس کانفرنس کے انعقاد کا مقصد خاص طور پر یہاں کی دیہی آبادی کے سادہ لوح مسلمانوں کو قادیانی فتنے کے شر سے آگاہ کرنا ہے انہوں نے کہا کہ قادیانیوں سے ہر قسم کا راہ ورسم و میل جول قطعی ناجائز ہے۔ مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ مولانا محمد علی صدیقی نے اپنے خطاب کے دوران کہا کہ قادیانیوں سے ہماری کوئی ذاتی دشمنی نہیں ہے قادیانیوں نے نبی کریم ﷺ کو چھوڑ کر مرزا غلام احمد قادیانی کو اپنا نجات دہندہ مانا ہے اور مرزا غلام احمد قادیانی موہین رسول ہے اور یہ اس کے پیروکار ہیں انہوں نے کہا کہ اگر قادیانی آج بھی اپنے عقائد سے تائب ہو کر نبی آخر الزماں ﷺ پر ایمان لے آئیں تو ہم انہیں سینے سے لگانے کو تیار ہیں۔ مجلس تحفظ ختم نبوت سندھ کے کنوینر مولانا احمد میاں حمادی نے کہا کہ قادیانی فتنے کی جڑیں اکھاڑنے کے لئے کسی لیت ولعل سے کام لینے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ ناموس رسالت ﷺ پر آنچ آنے والے فتنے کا سر کچلنا ہی بہتر ہوگا انہوں نے کہا کہ لادینی قوتوں نے ہمیشہ اسلامی اتحاد کو پارہ پارہ کرنے کی کوشش جاری رکھی ہے اور اس کے لئے انہوں نے ہر دور میں کسی نہ کسی غلام احمد اور سلمان رشدی کا سہارا لیا ہے انہوں نے قادیانیوں کو یہودی لابی کا ایجنٹ قرار دیتے ہوئے کہا کہ حکومت ان کی سرگرمیوں پر خصوصی نظر رکھے کیونکہ یہ افراد اسلام دشمن ہی نہیں بلکہ ملک دشمن سرگرمیوں میں بھی ملوث ہیں۔

مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما اور ممتاز مبلغ مولانا اللہ وسایا نے اپنے ایمان افروز خطاب میں کہا کہ میں آج قادیانیوں کو دعوت فکر دیتا ہوں اور یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آپ لوگوں نے کیا کھویا اور کیا پایا؟ کہاں سے چلے تھے اور کہاں آکر ٹھہرے؟ انہوں نے کہا ۱۸۸۹ء میں مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی جماعت کی بنیاد رکھی اور اس وقت لدھیانہ کے دو علماء مولانا محمد لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا عبداللہ لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ نے مرزا کے عقائد دیکھتے ہوئے یہ کہا کہ یہ عقائد کفریہ عقائد ہیں اور ان کے ماننے والے کافر ہیں کچھ عرصہ بعد دارالعلوم دیوبند میں تمام مکاتب فکر کے چھ سو علماء جمع ہوئے اور پورے غور و فکر کے بعد متفقہ طور پر فتویٰ جاری کر کے قادیانیوں کو کافر قرار دیا۔ بعد ازاں ۱۹۲۵ء میں بہاولپور مقدمہ کے دوران قائم ہونے والے مقدمہ کا فیصلہ ۱۹۳۵ء میں دیا گیا اور عدالتی رو سے بھی قادیانی کافر قرار پائے انہوں نے کہا کہ ذلت و رسوائی قادیانیوں کا مقدر بن چکی ہے۔ اتباع رسول ﷺ کے ذریعے ہی دین و دنیا میں سرخرو ہوا جا سکتا ہے۔

مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی جنرل سیکرٹری مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری نے اپنے خطاب میں کہا کہ اسلام تمام مذاہب میں سے ایک بہترین مذہب ہے اسلام میں کسی قسم کے جبر کو عمل و دخل نہیں ہے لیکن جو شخص اسلام سے پھر جائے تو دین میں ایسے افراد کے لئے فتویٰ قتل کا حکم ہے انہوں نے کہا کہ جس طرح ملک کے آئین کے باغی کی سزا موت ہے اسی طرح دین کے باغی کے خلاف قدم اٹھانا بھی کوئی جرم نہیں لیکن اس کا یہ مقصد نہیں کہ ہم قانون کو اپنے ہاتھ میں لیں لہٰذا یہ فریضہ بھی حکومت کا ہے کہ وہ آئینی طریقہ سے اس سلسلہ میں فوری اقدامات کرے انہوں نے کہا کہ قادیانی فتنے کے ذریعہ مسلمانوں میں پھوٹ ڈالنے والی سازش ناکام ہو چکی ہے اور آج تمام مکاتب فکر کے مسلمان مسئلہ ختم نبوت پر متحد ہو چکے ہیں۔

جلسہ میں حاضرین کی ایک بہت بڑی تعداد نے شرکت کی اس موقع پر مولانا محمد علی صدیقی نے چار قراردادیں پیش کیں جن کا متن یوں ہے۔

قراردادیں

(۱) فوج اور دیگر کلیدی عہدوں سے قادیانیوں کو برطرف کیا جائے۔

(۲) قادیانیوں کو شعائر اسلام استعمال کرنے اور جھوٹے مذہب قادیانیت کی تبلیغ سے روکا جائے اور انہیں ملکی آئین کا پابند کیا جائے۔

(۳) ملک میں حالیہ مردم شماری کے ڈیٹا فارم خصوصاً" ضلع بدین کے ڈیٹا فارموں کی جانچ پڑتال کی جائے کیونکہ مقامی سطح پر قادیانیوں کی جانب سے ان پڑھ مسلمانوں کو قادیانی ظاہر کیا گیا ہے۔

(۴) ملک میں اسلامی نظام نافذ کیا جائے اور دین کے مطابق مرتد اور زندیق کی شرعی سزا قتل نافذ کی جائے۔

جلسہ میں دیگر علماء کرام مولانا عبد الخبیر ہزاروی' مولانا عبد الرزاق میمن' سید علی اصغر شاہ' مولانا شان اسلام' مولانا علی حیدر شاہ' مولانا حکیم عاشق علی نے بھی شرکت کی۔ کانفرنس کے موقع پر انتظامیہ کی جانب سے پولیس کی بھاری نفری تعینات کی گئی تھی مگر اس ضمن میں کانفرنس کے تمام مراحل بخیر و خوبی اور بہ احسن طریقہ سے انجام پائے۔

گلارچی میں قادیانی شرارت کی تفصیلی رپورٹ

محمد سعید انجم

شہر گولارچی ضلع بدین کی ایک تحصیل ہے یہ شہر تقسیم ملک سے پہلے کا آباد ہے لیکن دور دراز اور پسماندہ ہونے کی بنا پر آبادی بہت کم تھی۔ جناب محمد ایوب خان مرحوم نے پنجاب سے خاص کر اور سرحد بلوچستان سے عموی طور پر یہاں لوگوں کو آباد کیا۔ اس طرح شہر کے قریب چکوک کا ایک جال بچھ گیا یوں شہر کی رونق دوبالا ہوگئی اور پھر اس رونق کو تیل اور گیس کے ذخائر نے مزید تقویت بخش دی۔ جب گولارچی اور چکوک کی آبادی ہو رہی تھی اور مختلف اقوام کے لوگ یہاں آباد ہو رہے تھے اسی طرح قادیانی جماعت کے لوگ بھی شہر اور چکوک میں آباد ہوئے جن میں چک نمبر ۵ خصوصاً قابل ذکر ہے۔ جس کا نام انہوں نے احمد آباد رکھا۔ حالات زندگی معمول کے مطابق چلتے رہے ۱۹۷۴ء میں تحریک ختم نبوت پورے ملک میں چلی تو پورے ملک کی طرح یہاں بھی ایک ایمانی جذبہ قابل دید تھا اور جب نیشنل اسمبلی نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا تو تمام مسلمانوں کی طرح یہاں بھی اظہار تشکر منایا گیا۔ یوں زندگی ایک بار پھر معمول پر آگئی مسلمان اپنے کاموں میں مشغول ہوگئے اور قادیانی اپنے کاموں میں اور اس کے ساتھ قادیانیوں نے اپنے جھوٹے مذہب میں کوئی خاص سرگرمیاں ظاہر نہ کیں۔

مگر چند سال قبل گولارچی شہر میں نام نہاد دو بھائی ڈاکٹر رشید انور قادیانی اور ڈاکٹر نصیر انور قادیانی کنری سے آکر آباد ہوئے اور ایک نے فرید کلینک اور دوسرے نے کامی کلینک کے نام پر شہر میں کام شروع کیا اور اس کے ساتھ ایک بات مشہور کی گئی کہ ہم غریبوں کا سستا علاج کرتے ہیں۔ جب علاقہ کے غریب لوگوں نے ان سے علاج کئے لئے رجوع کیا تو انہوں نے معمولی فیس کے ساتھ مذہب اور دین دار خصوصاً علمائے کرام کے خلاف بھڑکانا شروع کیا اور اس کو اپنا مشن بنالیا اس کی وجہ سے مسلمانوں میں اشتعال پھیلنے لگا تو مذہبی قیادت نے ہر ممکن کوشش کی کہ تصادم نہ ہو اور لوگوں کی راہنمائی کی لیکن جب ان کی سرگرمیاں کم نہ ہوئیں تو تمام مسلمانوں نے اس پر صدائے احتجاج بلند کیا شہر میں جلسہ جلوس ہوا لیکن اس کے باوجود ان دونوں بھائیوں کے عزائم میں کوئی کمی نہ آئی۔ اور ان کی شہہ پر دوسرے قادیانی بھی سر اٹھانے لگے۔

ان حالات کو پیش نظر رکھتے ہوئے شہر کے احباب نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سے درخواست کی کہ ہمیں کوئی مبلغ دیا جائے جو ان سرگرمیوں کے مقابلہ میں ڈٹ کر کام کرے۔ تو کچھ عرصہ مولانا محمد اسحاق' مولانا

عبدالغفور جتوئی نے جماعت کی طرف سے کام کیا اب عید الفطر کے بعد مجلس نے مولانا محمد علی صدیقی کی بطور مبلغ تقرری کی۔

اس کے بعد ۲ مارچ ۹۸ء کو پورے ملک میں مردم شماری کا کام شروع ہوا تو مجلس تحفظ ختم نبوت کے تمام احباب نے قادیانی عزائم کو بھانپتے ہوئے انتظامیہ اور فوجی افسران کو اس بات سے اگاہ کیا کہ ملک میں عمومی طور پر اور تحصیل گولارچی میں خصوصی طور پر قادیانیوں پر نظر رکھی جائے کہ وہ اپنا اندراج مسلمانوں کے خانہ میں نہ کرائیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت گولارچی کے احباب مولانا حکیم محمد عاشق' مولانا عبدالخبیر ہزاروی' صوفی حمید اللہ خان' راقم' مسلم لیگ کے رہنما محمد اقبال راشد مسجد مدینہ کے ناظم اعلیٰ حاجی ولی محمد سوادِاعظم کے ناظم اعلیٰ سید علی حیدر شاہ' نوجوانان ختم نبوت کے عبدالمجید' محمد اسلم مجاہد' فقیر محمد' محمد صفدر گجر اور دیگر مذہبی وسیاسی دوستوں کے مشورہ سے مبلغ ختم نبوت مولانا محمد علی صدیقی نے ایک خطبہ جمعہ مردم شماری اور قادیانیوں کے عزائم اور سازشوں کے بارے میں مرکزی مسجد مدینہ میں دیا اور لوگوں کو مردم شماری میں بھرپور انداز میں حصہ لینے اور قادیانیوں کی سازشوں سے خصوصاً" مردم شماری میں اپنے آپ کو مسلمان لکھوانے کا خیال رکھنے پر زور دیا۔

لیکن اس کے ساتھ ایک مسئلہ اور پیدا ہوگیا کہ ڈاکٹر نصیر قادیانی کے بیٹے وحید قادیانی نے شہر کے قریب ایک دیہات میں رہنے والے ان پڑھ مسلمانوں کو اپنی دوکان میں بلاکر ان کے فارم مردم شماری پر کئے اور مذہب کے خانہ میں ان کو قادیانی لکھا۔ اس کے بعد جب وہ ان فارموں کی تصدیق کرانے کی خاطر ایک ڈاکٹر کے پاس گئے تو ڈاکٹر موصوف نے فارم پڑھ کر ان سے پوچھا کہ کیا آپ قادیانی ہیں؟ توانہوں نے جواب میں کہا کہ ہم مسلمان ہیں۔ ڈاکٹر موصوف نے ان سے پوچھا کہ آپ کے فارم کس نے پر کئے ہیں توانہوں نے فرید کلینک کا ذکر کیا ڈاکٹر موصوف نے انہیں اس بات سے اگاہ کیا کہ اس میں تو آپ کو یہاں قادیانی لکھا ہے اس پر انہوں نے شہر کے علمائے کرام سے رابطہ کیا تو علمائے کرام اور معززین شہر نے جناب ایس ڈی ایم سب ڈویژن سے رابطہ کرکے فوری درخواست دائر کی اور شہر کے کچھ احباب نے ان قادیانیوں سے معلوم کیا توانہوں نے برملا اس بات کا اظہار کیا کہ ہم نے جان بوجھ کر ان کو قادیانی لکھا ہے۔ مقامی انتظامیہ نے ابھی اس پر کوئی کاروائی نہیں کی تھی کہ شہر کے چند معزز حضرات اس سلسلہ میں ڈاکٹر رشید انور قادیانی کو ملے اور اس سے کہا کہ آپ کے بھائی کے لڑکے نے بہت غلط کام کیا ہے اس کو سمجھائیں ایسا نہ کرے۔ اس سے شہر میں اشتعال ہو سکتا ہے اس پر اس کو چاہیے تھا کہ وہ حوصلے سے کام لیتا الٹا ان احباب کے ساتھ تلخ کلامی پر اتر آیا اور ان پر پستول سے

فائر کیا لیکن قدرت خداوندی کہ اس کا فائر مس ہو گیا۔

اس واقعہ پر پورے شہر میں اشتعال پھیل گیا تمام مسلمانوں نے بالاتفاق جمعرات ۱۲ مارچ کو ہڑتال عام اور جلسہ اور جلوس کا اعلان کر دیا۔ مقامی انتظامیہ بدھ ۱۱ مارچ کے دن جناب منسٹر اسماعیل راہو کے گولارچی آنے کی وجہ سے مصروف تھی کوئی خاص نوٹس نہ لیا جب معاملہ حد سے بڑھ گیا تو رات گئے مقامی انتظامیہ نے جامع مسجد مدینہ میں علمائے کرام اور دیگر معززین شہر جن میں مولانا ہزاروی، حکیم محمد عاشق، صوفی حمید اللہ خان، مبلغ ختم نبوت مولانا محمد علی صدیقی، محمد اسلم مجاہد، عبدالمجید، غلام نبی، اور راقم کے علاوہ اور بھی بہت سے احباب شامل تھے۔ مذاکرات کیے جس میں علمائے کرام نے قادیانیوں کی فوری گرفتاری کا مطالبہ رکھا اس پر انتظامیہ نے رات گئے ان کو گرفتار کیا۔

اور پھر جمعرات ۱۲ مارچ کی صبح شہر گولارچی میں ایک عجیب سماں تھا پورا شہر بند تھا مسلمانان گولارچی جامع مسجد مدینہ کے سامنے جمع تھے ہر طرف ختم نبوت زندہ باد قادیانیت مردہ باد کے نعرے لگ رہے تھے شہر مکمل طور پر بند تھا۔ اس سلسلہ میں مرکزی جامع مسجد مدینہ میں ایک بہت بڑا جلسہ ہوا جس میں مبلغ ختم نبوت مولانا محمد علی صدیقی، مولانا عبدالرزاق میمن، مولانا محمد عاشق، مولانا عبدالخبیر ہزاروی نے خطاب کیا اور مسلمانوں کو پر امن رہنے کی درخواست کی اس موقع پر مقامی انتظامیہ اور ایس ڈی ایم نے یقین دہانی کرائی کہ وہ ملزموں کو ہر صورت قانون کے مطابق سزا دیں گے۔ اور قادیانیوں کی گرفتاری کا اعلان کیا اس طرح بارہ بجے دن تک شہر میں مکمل ہڑتال رہی اس کے بعد لوگوں نے علمائے کرام اور معززین شہر کی اپیل پر دوکانیں کھولیں۔

بعد میں جناب ڈپٹی کمشنر ضلع بدین ایس پی ضلع بدین سے ملاقات کے لئے گولارچی تشریف لائے علمائے کرام نے ان کے سامنے مطالبات پیش کئے۔ مذاکرات میں بیس سے زائد علماء اور معززین شہر نے شرکت کی پانچ احباب کو گفتگو کے لئے مقرر کیا گیا۔ جناب ڈپٹی کمشنر صاحب کو تمام مطالبات پیش کئے جن میں سرفہرست ان قادیانیوں کی ضلع بدری کا مطالبہ تھا۔ شہر میں قادیانی عبادت گاہ سے کلمہ طیبہ کو محفوظ کیا جائے۔ چک نمبر ۵ احمد آباد میں قادیانی اذان دیتے ہیں اس پر پابندی عائد کی جائے ان کی عبادت گاہیں مسجد کی شکل میں ہیں ان کو تبدیل کیا جائے۔ ڈی سی صاحب نے ڈاکٹر رشید قادیانی اور وحید قادیانی کیس کو فوری مکمل کرنے کا حکم دیا۔ یوں پورے شہر کے قادیانی جو اپنے آپ کو فرعون خیال کرتے تھے اور مذہب کے خلاف ہرزہ سرائی کرتے تھے آج جیل میں ہیں۔ اس کام میں مسلم لیگ کے رہنما محمد اقبال صاحب نے مسلمانوں کا بھرپور انداز میں ساتھ دیا۔

بعد میں ضلعی انتظامیہ نے ایس ڈی ایم سب ڈویژن گولارچی محمد صادق راجڑ کو انکوائری آفیسر مقرر کیا جنہوں نے رشید قادیانی پر کیس داخل کرکے ان پر دفعہ 504 hii 337 324 ppc 34 کے تحت گرفتار کرکے جیل بھیج دیا ہے جبکہ اس کا بیٹا کامران قادیانی فرار ہونے میں کامیاب ہوگیا اور وحید قادیانی جس نے مسلمانوں کے ڈیٹا فارم میں قادیانی لکھا تھا اسے گرفتار کرکے جیل بھیج دیا گیا اور اس کیس کو خصوصی عدالت حیدر آباد میں چلایا جائے گا۔ اس سارے مسئلہ کے بعد جامع مسجد مدینہ گولارچی میں معززین شہر کا ایک خصوصی اجلاس ۱۸ مارچ بعد نماز ظہر ہوا جس کی صدارت مولانا حکیم محمد عاشق صاحب نے کی۔ تلاوت کلام پاک خطیب جامع مسجد مدینہ مولانا عبدالخیر ہزاروی نے کی۔ جس میں حاجی بلال آرائیں' حاجی اللہ بچایا' حافظ محمد انور' سید عبدالرحمٰن عرف ناتھن شاہ' حاجی نذیر احمد' نور خان پٹھان' انوارالحق چوہدری' محمد اشرف آرائیں' محمد حنیف' ختم نبوت یونٹ گولارچی کے عہدداران' ممبران' اور ضلعی مبلغ مولانا محمد علی صدیقی اور بڑی تعداد میں شہریوں نے شرکت کی اور حکومت سندھ اور ضلعی انتظامیہ سے مطالبہ کیا ہے کہ گرفتار قادیانیوں کو کوئی رعایت دی گئی تو امن وامان کی ساری ذمہ داری ان پر عائد ہوگی اور مفرور ملزم کامران قادیانی کو فوری طور پر گرفتار کیا جائے۔

مجلس عمل علمائے اسلام کا کنونشن

مولانا زاہدالراشدی

اہل سنت والجماعت دیوبندی مکتب فکر سے تعلق رکھنے والی تمام دینی وسیاسی جماعتیں "مجلس عمل علمائے اسلام پاکستان" کے نام سے ایک پلیٹ فارم پر متحد ہوگئی ہیں اور بزرگ عالم دین شیخ الحدیث مولانا محمد سرفراز خان صفدر کو متفقہ طور پر امیر منتخب کرکے انہوں نے ملک میں اسلامی نظام کے نفاذ' مغرب کی ثقافتی یلغار کے مقابلہ اور دینی مدارس کی آزادی وخود مختاری کے تحفظ کے لئے مشترکہ جدوجہد کا اعلان کردیا ہے۔

مجلس عمل کا پہلا ملک گیر کنونشن ۲۳ مارچ ۹۸ء کو جامع مسجد نیلا گنبد لاہور میں منعقد ہوا جس میں ملک کے چاروں صوبوں اسلام آباد' آزاد کشمیر اور شمالی علاقہ جات سے تین ہزار کے لگ بھگ علمائے کرام اور دینی کارکنوں نے شرکت کی۔ کنونشن کی پہلی نشست کی صدارت شیخ الحدیث مولانا شفیق الرحمٰن درخواستی اور دوسری نشست کی صدارت شیخ الحدیث مولانا سرفراز خان صفدر نے کی جبکہ اس سے قبل ۲۲ مارچ کو بعد نماز عشاء مرکزی جامع مسجد شادمان لاہور میں تمام جماعتوں کے نمائندوں کا مشترکہ اجلاس مولانا محمد

سرفراز خان صفدر کی زیر صدارت منعقد ہوا جس میں پروگرام اور لائحہ عمل کی منظوری دی گئی۔

مشترکہ اجلاس میں فیصلہ کیا گیا کہ "مجلس عمل" کوئی مستقل جماعت نہیں ہوگی بلکہ شریک جماعتوں کے متحدہ محاذ کے طور پر کام کرے گی اور اس کے اہداف میں (۱) اسلامی نظام کا نفاذ (۲) مغربی ثقافت کا مقابلہ (۳) امریکی مداخلت کی روک تھام (۴) دینی مدارس کی آزادی کا تحفظ (۵) دہشت گردی کا سدباب' شامل ہوگا۔

اجلاس میں مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ کے شیخ الحدیث مولانا محمد سرفراز خان صفدر کو مجلس عمل کا امیر اور دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے شیخ الحدیث مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ' جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی کے سربراہ مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر کو نائب امیر منتخب کیا گیا اور طے پایا کہ اس کے علاوہ مجلس عمل کے عہدہ دار نہیں ہوں گے۔ جبکہ تمام جماعتوں کے تین تین نمائندوں اور اہم علمی شخصیات پر مشتمل مرکزی مجلس شوریٰ اور مولانا سید عطاء المومن شاہ بخاری کی سربراہی میں مرکزی رابطہ کمیٹی ہوگی جس میں جماعتوں کے سرکردہ حضرات شامل ہوں گے۔

اجلاس میں طے پایا کہ صوبائی اور ضلعی سطح پر بھی مجالس عمل قائم کی جائیں گے اور ملک بھر میں مجلس عمل کے اہداف اور مطالبات کے لئے علاقائی کنونشن منعقد کئے جائیں گے اور مرکزی رہنما ملک کے مختلف حصوں کے دورے کریں گے۔

مجلس عمل علماء اسلام پاکستان کے سربراہ شیخ الحدیث مولانا محمد سرفراز خان صفدر نے کنونشن میں خطاب کرتے ہوئے کہا کہ امریکہ اور دیگر عالمی قوتیں اسلام کی مخالفت اور دیندار مسلمانوں کو کچلنے کے لئے متحد ہوگئی ہیں۔ اس لئے ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ متحد ہوکر ان کا مقابلہ کریں گے اور اسلام اور اسلامی قوتوں کے خلاف کسی سازش کو کامیاب نہیں ہونے دیں گے۔ انہوں نے کہا کہ افغانستان میں طالبان نے ایک عرصہ کے بعد اسلامی نظام کا مکمل نقشہ پیش کیا ہے اس لئے ہم ان کے ساتھ ہیں اور دنیا کی تمام مسلمان حکومتوں کو ان کے نقش قدم پر چلنا چاہیے۔ انہوں نے کہا کہ ہماری جدوجہد پر امن ہوگی اور اکابر واسلاف کے نقش قدم پر چلتے ہوئے ہم اپنی تحریک کو آگے بڑھائیں گے۔ مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر نے کہا کہ مسلمان حکومتوں اور عوام کو دینی مدارس اور علماء کا احسان مند ہونا چاہیے کہ انہوں نے اسلام کو اصلی حالت میں محفوظ رکھا اور اسلامی تعلیمات کو صحیح طریقوں سے ان تک پہنچا رہے ہیں۔ اس لئے خود ان حکومتوں کا مفاد بھی اس میں ہے کہ دینی مدارس کی آزادی اور خود مختاری قائم رہے اور وہ اس میں مداخلت نہ کریں۔ مجلس عمل کے رابطہ سیکرٹری

مولانا سید عطاء المومن شاہ بخاری نے کہا کہ علماء جن کا قافلہ مدت کے بعد ایک بار پھر متحد ہو گیا ہے اور ہم نے بزرگ علماء کی قیادت میں کفر والحاد کی یلغار کے سامنے بند باندھنے کا فیصلہ کیا ہے۔ انہوں نے علماء اور کارکنوں پر زور دیا کہ وہ باہمی رابطہ ومفاہمت کو فروغ دیں اور عالمی کفر واستعمار کے خلاف فیصلہ کن جنگ کے لئے تیار ہو جائیں۔ سپاہ صحابہؓ پاکستان کے صدر شیخ حاکم علی نے کہا کہ ہم نے بزرگوں کی قیادت اور رہنمائی میں چلنے کا فیصلہ کیا ہے اور مجلس عمل کے قائدین ہمیں جو حکم دیں گے ہم ان کے سپاہی کی حیثیت سے اس پر عمل کریں گے۔ کنونشن میں متعدد علماء اور رہنماؤں نے خطاب کیا۔

مردم شماری کے فارموں میں مسلمانوں کو قادیانی لکھنے پر ایک شخص کو دس سال سزا

قادیانی ڈاکٹر وحید پر مسلمانوں کو دھوکہ دہی سے قادیانی لکھنے کا جرم ثابت

گولارچی کے شہریوں میں خوشی کی لہر، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوتؐ کے علماء نے اہم کردار ادا کیا

حیدرآباد (پ ر) حیدرآباد میرپور خاص ڈویژن کی خصوصی عدالت نے انسداد دہشت گردی ایکٹ مجریہ ۱۹۹۷ء کے مردم شماری کے فارموں میں مسلمانوں کو قادیانی لکھنے اور قادیانی ظاہر کرنے کے جرم میں ڈاکٹر وحید نامی قادیانی کو دس سال قید کی سزا سنائی جبکہ دس ہزار روپے جرمانہ بھی عائد کیا جس کی عدم ادائیگی کی صورت میں ایک سال مزید سزا سنائی۔ تفصیلات کے مطابق گولارچی میں غریب مسلمانوں کو دھوکہ دہی کے ذریعہ قادیانی لکھنے کی اطلاع پر انتظامیہ نے کارروائی کرتے ہوئے ڈاکٹر وحید نامی قادیانی کو گرفتار کیا اور اس کے خلاف خصوصی عدالت میں انسداد دہشت گردی ایکٹ مجریہ ۱۹۹۷ء کے تحت مقدمہ دائر کیا۔ دفعہ الف ۲۹۵ عدالت نے ایک جلد سماعت کے بعد اپنے فیصلہ میں ڈاکٹر وحید قادیانی کی مذکورہ جرم میں رنگے ہاتھوں گرفتاری پر فیصلہ دیتے ہوئے مجرم کو دس سال قید دس ہزار روپے جرمانہ کی سزا اور عدم ادائیگی پر ایک سال مزید قید کا حکم سنایا۔ مسلمانوں میں اس فیصلہ سے انتہائی مسرت کی لہر دوڑ گئی اور گولارچی شہر میں مسلمانوں نے اس فیصلہ پر خوشی کا اظہار کیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ذمہ داران مولانا احمد میاں حمادی مولانا محمد علی صدیقی نے اس کیس کے دوران خصوصی کام کیا۔

روزنامہ نوائے وقت کراچی (7) 23 اپریل 1998ء

(بقیہ از ص ۱۰)

اٹھا سکتی۔ وزیر اعلیٰ پنجاب کے انکشاف کے بعد وزیر اعظم میاں نواز شریف کی آنکھیں کھل جانی چاہئیں۔ کہ جاگیردار طبقہ پسماندگی برقرار رکھنے کے لئے نئی نسل کے ساتھ کس قدر زیادتی کا مرتکب ہو رہا ہے۔ یہ لوگ بھی کسی رعایت کے مستحق نہیں۔ بوگس سکولوں کے برعکس ایسے سکول جو اپنا وجود تو رکھتے ہیں لیکن اغوا شدہ ہیں۔ انہیں بازیاب کیا جائے۔ اور جعلی سکولوں کو دستیاب کیا جائے۔

ادارہ

اکابر کے خطوط

حضرت مولانا شمس الحق افغانی رحمۃ اللہ علیہ کا والا نامہ

حضرت مولانا شمس الحق افغانی رحمۃ اللہ علیہ امت مسلمہ کا قیمتی سرمایہ اور جامع العلوم تھے۔ ان کی وسعت وگہرائی علم کو دیکھ کر غزالی رحمۃ اللہ علیہ و رازی رحمۃ اللہ علیہ یاد آجاتے تھے۔ قدیم وجدید دونوں علوم پر ان کو دسترس تھی۔ بلوچستان کے وزیر معارف رہے۔ دارالعلوم دیوبند میں شیخ التفسیر اور جامعہ اسلامیہ ڈابھیل میں شیخ الحدیث کے عہدہ پر فائز رہے۔ اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور کے کلیۃ التفسیر کے صدر کے عہدہ کو بھی شرف بخشا۔ آپ کے علم وفضل کے سامنے ہم عصر علماء کی گردنیں احترام کے مارے جھک جاتی تھیں۔ آخر کیوں نہ ہوتا۔ شیخ الاسلام مولانا محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد تھے۔ اور واقعہ یہ ہے کہ ان کی علمی مسند کے صحیح وارث وجانشین اور ان کے علوم کے ترجمان تھے۔ حضرت کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے تمام شاگردوں کی طرح آپ کو بھی عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ سے والہانہ عشق تھا۔ ہر سال چنیوٹ ختم نبوت کانفرنس پر تشریف لاتے تھے۔ مناظر اسلام مولانا لال حسین اختر رحمۃ اللہ علیہ کی وفات پر آپ اپنے آبائی گاؤں ترنگ زئی پشاور میں تھے۔ وہاں سے حضرت مولانا محمد شریف جالندھری رحمۃ اللہ علیہ کے نام آپ نے تعزیت نامہ تحریر فرمایا۔ مجلس کے ریکارڈ کی ایک فائیل سے دستیاب ہوا ہے۔ اس کا عکس شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔ اس والا نامہ میں جہاں مناظر اسلام مولانا لال حسین اختر کی ذات گرامی کی عظمت کا ایک متبحر عالم دین نے بیان کیا ہے۔ وہ آپ کے سامنے آئے گا۔ وہاں مسئلہ ختم نبوت کی شرعی اہمیت ودینی عظمت بھی آپ پر اجاگر ہوگی۔ لیجئے حضرت مرحوم رحمۃ اللہ علیہ کے رشحات قلم سے اپنے ایمانوں کو منور فرمایئے۔

(ادارہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۱۷ جمادی اولیٰ ۱۳۹۳ھ

محترم القدر جناب مولوی محمد شریف صاحب

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ' مزاج گرامی

میں طویل وقت سے بیمار رہا اب کسی قدر افاقہ ہے۔ وقتاً" فوقتاً" مولانا لال حسین اختر کی بیمار پرسی ڈپٹی سیکرٹری صحت جناب چوہدری رحمت اللہ صاحب سے کرتا رہا۔ یہ معلوم ہوا کہ وہ وصال پاچکے دلی صدمہ ہوا۔ اناللہ واناالیہ راجعون۔

اللہ تعالیٰ مولانا مرحوم کو جوار رحمت ورفاقت وقرب خاتم النبیین کی نعمت سے نوازے۔ مولانا مرحوم جہاں گئے وہ ان کے لئے انشاء اللہ تعالیٰ بدرجہا بہتر ہے۔ اس جگہ سے جہاں وہ گئے اس پہلو کے لحاظ سے ایسی موت ایک رحمت ہے۔ اگرچہ بوقت فرقت کے صورتاً" زحمت ہے۔ یہ میرے اور میرے اکابر کے نزدیک مولانا مرحوم کی خدمات تحفظ ختم نبوت یا باالفاظ دیگر تحفظ اسلام وقلع قمع فتنہ قادیانیت ایک ایسا کام ہے کہ دور حاضر میں ایمان کے بعد اس کا مقام ہے۔ ایمان کے بعد مقبول ترین عمل تحفظ ایمان ملت ہے۔ جو کارنامے اس سلسلے میں مولانا مرحوم نے انجام دیئے ہیں اللہ کے فضل سے قوی امید ہے کہ ان کا عشر عشیر بھی مرحوم کی نجات کے لئے کافی ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ اب اس خلا کو پر کرنا ارکان مجلس تحفظ ختم نبوت کا فرض ہے۔ کہ وہ اس خدمت اور جدوجہد میں اضعافاً" وضاعفاً" اضافہ کریں۔ کہ ان کے لئے بھی سامان نجات ہو اور مرحوم کی روح کو بھی مسرت ہو۔ اللھم اغفرہ وارحمہ وارض عنہ وجعلہ فی مقعد صدق ۔ میری دعائے مغفرت جاری رہے گی۔ مرحوم کے پسماندگان کو میری طرف سے تعزیت پہنچادیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو اجر جزیل وصبر جمیل عطا فرمائے اور ارکان مجلس تحفظ ختم نبوت کو بھی تعزیت ابلاغ غم وفلاح دارین وتوفیق خدمت فرمادیں۔

احقر شمس الحق افغانی عفاء اللہ عنہ

مورخہ ۲ ربیع الاول ۱۳ھ　　　　مطابق　　　　19ء

شمس الحق افغانی

سابق وزیر معارف شرعیہ ریاستہائے متحدہ بلوچستان
و شیخ التفسیر دارالعلوم دیوبند و شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ ڈابھیل
حال صدر شعبہ تفسیر اسلامی یونیورسٹی بہاولپور

ترنگ زائی۔ ضلع پشاور

جزاکم اللہ

محترم المقام جناب مولوی محمد شریف صاحب زید مجدہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ میں عرصہ سے بیمار رہا اب کسی قدر افاقہ ہے
وقتاً فوقتاً مولانا لال حسین اختر صاحب کا بیمار ہونا بذریعہ اخبار پڑھتا رہا دوسری
رحلت کی خبر سے گزر گیا یہ معلوم ہو کر کہ وہ انتقال پا گئے دل سخت متالم ہوا
انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ تعالیٰ مولانا مرحوم کو جوار رحمت و رضوان و قرب
خدام النبیین کی نعمت سے نوازے۔ مولانا مرحوم جہاں گئے وہاں تبلیغ و اشاعت اسلام
فرماتے رہے جہاں جہاں سے آپ اس جگہ سے جہاں گئے اس پہلو کے لحاظ سے ایسی موت
آپ کی رحلت ہے اگرچہ ارحم الراحمین کے حضور رحمت ہے۔ میرے اللہ کا بڑے
نزدیک مولانا مرحوم کی خدمات تحفظ ختم نبوت یا بالفاظ دیگر تحفظ اسلام و قلع و قمع
فتنہ قادیانیہ ایک ایسا کام ہے کہ دور حاضر میں ایمان کے بعد اسی کا مقام ہے
ایمان کے بعد معتبر اور محبوب عمل تحفظ ایمان ملت ہے جو کام رہا ہے اس سلسلے میں مولانا مرحوم
نے انجام دیا ہے اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے قوی امید ہے کہ ان کا عشر عشیر بھی مرحوم کی
نجات کیلئے کافی ہے ان شاء اللہ تعالیٰ۔ اب اس خلا کو پر کرنا ارکان مجلس تحفظ ختم نبوت
کا فرض ہے کہ وہ اس خدمت الجد والجہد میں اضعافاً مضاعفاً اضافہ کریں تاکہ ان
کیلئے بھی سامان نجات ہو اور مرحوم کی روح کو بھی مسرت ہو۔ اللھم اغفرہ وارحمہ
وارض عنہ وارضہ فی مقعد صدق۔ میری دعائے مغفرت جاری رہے گی مرحوم کے پسماندگان
کو میری طرف سے تعزیت پہنچا دیں اللہ تعالیٰ آپ کو اجر جزیل اور صبر جمیل عطا فرمائے اور ارکان
مجلس تحفظ ختم نبوت کو بھی تعزیت اور ابلاغ دعا ربیع دارین و توفیق خدمت فرمائے

احقر شمس الحق افغانی
عفا اللہ عنہ

سچ جو شائع نہ ہو سکا!

علامہ ابو ٹیپو خالد الازہری

صحافت کو ریاست کا چوتھا اہم ستون کہتے ہیں مگر پاکستان میں یہ ستون بھی اپنی بدترین کرپشن' منافقت' بلیک میلنگ' خود غرضی' خوشامد' ضمیر فروشی' قول و فعل کے تضاد اور غیر ملکی آقاؤں کی فرماں برداری کی وجہ سے انتہائی شکستہ اور زبوں حالی کا شکار ہے اور مسلسل تنزل کی طرف گامزن ہے۔ ہمارے بیشتر صحافی لکھنے اور شائع کرنے سے پہلے سو بار سوچتے ہیں کہ کہیں اس سے ان کے ملکی اور غیر ملکی آقا ناراض نہ ہو جائیں اور ان پر برسنے والے انعامات و نوازشات کی بارش تھم نہ جائے۔

لاہور کے ایک قومی روزنامے میں "تعاقب" کے نام سے کالم لکھنے والے معروف صحافی جناب تنویر قیصر شاہد نے گزشتہ دنوں اپنے ایک کالم میں متنازعہ عیسائی راہنما جے سالک کے ساتھ کھانے پر ملاقات کے حوالہ سے ایک بھرپور کالم لکھا' جس میں انہوں نے امریکی وزارت خارجہ کی طرف سے جاری کردہ رپورٹ کے حوالہ سے عیسائی اقلیت پر ہونے والی زیادتیوں کا ذکر کیا اور آخر میں جے سالک کی "خدمات عالیہ" کا ذکر کرتے ہوئے حکومت کو مشورہ دیا کہ وہ اس "بطل جلیل" سے استفادہ حاصل کرے۔ میں نے اس کالم کو پڑھنے کے بعد جناب تنویر قیصر شاہد سے ملاقات کی اور انہیں اصل حقائق سے آگاہ کیا۔ اس پر انہوں نے فرمایا کہ آپ یہ تمام گزارشات ایک خط کی صورت میں مجھے لکھ بھیجیں۔ میں آپ کا موقف اپنے کالم میں شائع کر دوں گا۔ جس پر میں نے ان کا شکریہ ادا کیا اور فوری طور پر اپنی گزارشات پر مبنی ایک خط انہیں رجسٹرڈ ڈاک کے ذریعے ارسال کر دیا۔

دیانت دارانہ صحافت کا مسلمہ اصول ہے کہ جب بھی اخبار و جرائد میں کسی موضوع پر کوئی چیز شائع ہو تو فریق مخالف کا نکتہ نظر بھی ضرور شائع ہونا چاہیے۔ تاکہ قارئین کے سامنے تصویر کے دونوں رخ آ جائیں اور وہ بہتر فیصلہ کر سکیں۔

کافی دنوں تک خط شائع نہ ہونے پر' میں نے اخبار کے ادارتی عملہ سے رابطہ کیا تو انہوں نے فرمایا کہ "ہم اس خط کو شائع کر کے قادیانیوں' عیسائیوں اور بالخصوص جے سالک کی ناراضگی مول نہیں لے سکتے"۔ آغا شورش کاشمیریؒ نے کہا تھا کہ "جو شخص اپنے قلم کی عظمت کی حفاظت نہیں کر سکتا' وہ اپنی ماں اور بہن کی عزت کی بھی حفاظت نہیں کر سکتا"

یہ صحافی اسلام اور پاکستان کے ساتھ کتنے مخلص ہیں---- ان کی ڈوری کہاں سے ہلتی ہے؟---- تحریروں کی روشنائی اور شکم کا سامان (جہنم کا ایندھن) کہاں سے مہیا ہوتا ہے؟---- کاش کوئی مورخ آئے جو ان لفافہ صحافیوں کی سرگرمیوں کو تاریخ کا عبرت ناک باب بنا دے

بڑا مزا ہو تمام چہرے اگر کوئی بے نقاب کر دے!

آیئے اب وہ خط ملاحظہ فرمائیں جسے قادیانیوں' عیسائیوں اور جے سالک کی ناراضگی کے پیش نظر شائع

کرنے سے انکار کر دیا گیا:

محترم تنویر قیصر شاہد صاحب...... تسلیمات!

گزشتہ دنوں آپ کا کالم "جج سالک اور وزیراعظم کا لال قلعہ" (مطبوعہ روزنامہ "جنگ" لاہور' ۱۴ فروری ۱۹۹۸ء) پڑھا۔ میں اس کالم میں اٹھائے گئے نکات سے بصد احترام اختلاف کرتے ہوئے اپنا نکتہ نظر پیش کرنا چاہتا ہوں۔ امید ہے کہ آپ اسے شائع کر کے وسیع القلبی کا ثبوت دیں گے تاکہ قارئین کے سامنے تصویر کا دوسرا رخ بھی آسکے۔

آپ نے گزشتہ دنوں امریکی وزارت خارجہ کی طرف سے پاکستان میں بسنے والی مسیحی برادری کے بارے میں انسانی حقوق کے حوالے سے جاری کردہ رپورٹ پر خاصی تشویش کا اظہار کیا ہے۔ اس سلسلہ میں عرض ہے کہ یہ رپورٹ نہ صرف جانبدارانہ بلکہ جھوٹ کا پلندہ ہے۔ اس رپورٹ میں درج تمام واقعات غیر حقیقی' غیر تحقیقی' فرضی اور من گھڑت ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ پاکستان میں تمام اقلیتوں کو اکثریت کے برابر تمام مسلمہ شہری حقوق حاصل ہیں اور وہ ان سے بہرہ ور بھی ہیں۔ انہیں رہنے سہنے' جینے بسنے' جان و مال کے تحفظ' نقل و حرکت' اپنی جائیدادیں بنانے' خریدنے' پیشے اپنانے' اپنے دینی' تعلیمی اور رفاہی اداروں کی تعمیر و قیام' ملکی تعلیمی اداروں میں داخلہ' اعلیٰ سرکاری ملازمتوں کے امتحانات میں شرکت و کامیابی' پولیس' فوج اور دیگر سرکاری و نیم سرکاری محکموں اور اداروں میں کوٹہ اور میرٹ کی بناء پر ملازمت کی مراعات اور سہولتیں حاصل ہیں۔ انہیں اپنے مذہبی جرائد' لٹریچر اور کتب کی سرعام تقسیم و اشاعت' فروخت اور خط و کتابت سکول تک چلانے کی کھلی چھٹی ہے۔ اقلیتی عبادت گاہوں' مڑہیوں اور قبرستانوں کے لیے زمین مہیا کرنے اور ان کی چار دیواری تک کی تعمیر سرکاری خرچ پر ہونے کی مثالیں موجود ہیں۔ یہ لوگ اپنی عبادات' جلسے' کانفرنسیں' سرعام مذہبی جلوس نکالنے' سڑکوں پر بینر لگانے' صلیبیں لہرانے' سیاسی جلوس نکالنے' نعرے مارنے اور چوراہوں میں تقریریں کرنے میں آزاد ہیں۔ اقلیتی افراد کو سرکاری کمیٹیوں اور کونسلوں میں لیا جاتا ہے۔ انہیں ووٹ دینے اور بلدیاتی اداروں' مرکزی اور صوبائی اسمبلیوں میں اپنے ووٹوں سے اپنی پسند' اپنے ہم مذہب و ہم مسلک اور ہم خیال نمائندے بھیجنے کے حقوق میسر ہیں۔

قومی اسمبلی میں ممبران کی تعداد ۱۰ اور صوبائی اسمبلی میں ۲۴ ہے۔ انہیں صوبائی اور مرکزی وزراء' مشیر اور پارلیمانی سیکرٹری بھی مقرر کیا جاتا ہے۔ غرضیکہ پاکستان میں اقلیتوں کی چاندی ہے۔ دنیا بھر میں کہیں بھی اقلیتوں کو وہ حقوق و مراعات حاصل نہیں ہیں' جو انہیں پاکستان میں دی گئی ہیں۔

کون نہیں جانتا کہ پاکستان کا مطلب کیا لا الہ الا اللہ- لاکھوں مسلمانوں نے اسی لا الہ الا اللہ کے لیے اپنی جانیں قربان کرتے ہوئے یہ وطن حاصل کیا۔ یوں دنیا کے خطے پر پاکستان ایک خالص نظریاتی ریاست کی حیثیت سے وجود میں آیا۔ اگرچہ اسلام پاکستان کا آئینی اور سرکاری مذہب بھی ہے' اس کے باوجود ہمیں دیگر نظریاتی ریاستوں کے برعکس یہ فخر حاصل ہے کہ یہاں اقلیتوں کے جان' مال' عزت و آبرو ہر طرح سے محفوظ اور انہیں تمام شہری اور سماجی حقوق حاصل ہیں۔ کون نہیں جانتا کہ یہاں چیف جسٹس سے لے کر وزراء تک' سول حکمرانوں سے لے کر افواج پاکستان تک' تمام کلیدی عہدوں پر اقلیتیں ہمیشہ براجمان رہی ہیں۔ کسی شعبہ زندگی میں ان سے

کوئی تعصب نہیں برتا گیا۔ ہمیں یہ اعزاز حاصل ہے کہ ہندوستان میں ایک ہفتے میں جتنے اقلیت کش فسادات ہوتے ہیں' پاکستان کی پوری عمر میں بھی اتنے فسادات نہیں ہوئے۔ اگرچہ اسلامی تعلیمات کی رو سے اسلامی ریاست میں اقلیتوں کو تبلیغ کا حق حاصل نہیں مگر وطن عزیز میں ہمیشہ سے اقلیتیں یہ حق استعمال کر رہی ہیں اور اس کے باوجود شکوہ کناں ہیں۔۔۔۔

عیسائی برادری پاکستان کی سب سے بڑی اقلیت ہے۔ دیگر اقلیتوں کی نمائندگی اور اقلیتی امور کی حفاظت و حصول کا بیڑا عیسائی برادری نے اٹھا رکھا ہے۔ اندرون و بیرون ملک عیسائیوں کا پراپیگنڈہ ہے کہ پاکستان میں اقلیتی افراد بدحال اور اپنے حقوق کی پامالی کا شکار ہیں۔ وہ دوسرے بلکہ تیسرے درجہ کے شہری ہیں۔ تلافی کی غرض سے عیسائی مطالبات کی فہرست کچھ یوں ہے:

وفاقی شرعی عدالت' اسلامی نظریاتی کونسل کا خاتمہ' مذہب اور سیاست کی علیحدگی' پاکستان میں سیکولر سٹیٹ کا قیام۔ اسلامی قوانین بالخصوص قانون شہادت و دیت اور گستاخ رسول ﷺ کی سزا کا خاتمہ' سینٹ' اسلامی نظریاتی کونسل اور فلم سنسر بورڈ میں اقلیتوں کی نمائندگی' قومی اسمبلی میں اقلیتی ارکان کی تعداد ۳۰ ہو تاکہ وہ حکومت سازی میں ایک موثر قوت ہوں۔ دوہرے ووٹ کا حق' کرسمس' ایسٹر اور دیگر اقلیتی فرقوں کے مذہبی تہواروں کے موقع پر ٹی وی سٹیشنوں سے ان کے مذہبی پروگراموں کو ٹیلی کاسٹ کرنا' سینٹ قومی اسمبلی اور صوبائی اسمبلیوں میں اقلیتی فرقوں کی خواتین کے لیے الگ نشستیں مختص کرنا' بیرون ممالک بھیجے جانے والے سیاسی و ثقافتی حکومتی وفود میں اقلیتی افراد کی شرکت' جداگانہ طریق انتخاب کی تنسیخ اور مخلوط انتخاب کی ترویج' وزیراعظم' صدر مملکت' صوبائی گورنرز اور کلیدی آسامیوں پر اقلیتی افراد کی تقرری' عیسائیوں کے ہاں بچہ کی پیدائش پر اس کا پانچ صد روپے ماہانہ وظیفہ مقرر کیا جائے۔ اگر کوئی عیسائی طالب علم اپنی مذہبی تعلیم کا سرٹیفکیٹ پیش کر دے تو میٹرک کے امتحان میں اسے بیس اضافی نمبر دیے جائیں۔ بائبل کو باقاعدہ نصاب میں داخل کر کے اس کی تعلیم کا انتظام کیا جائے۔ ان میں سے اکثر و بیشتر مطالبات دور رس اور خطرناک و مہلک نتائج کے حامل ہیں۔ انہیں تسلیم کر لینے سے ملک میں عیسائیوں کا راج ہوگا۔ قیام پاکستان کی خاطر عدیم المثال قربانیاں دینے والی مسلم اکثریت چوتھے پانچویں درجہ کے شہریوں سے کہیں بدتر اور عیسائیوں کی محکوم رعایا بن کے رہ جائے گی۔ ملک میں اسلام کسمپرسی کی حالت میں ہوگا۔ سیکولر سٹیٹ بن جانے کی صورت میں پاکستان کی سلامتی و وجود کا قطعاً کوئی جواز نہیں رہے گا۔ عیسائیوں کو ان کے مطلوبہ حقوق دے کر اکثریت کے پاس باقی کیا رہ جاتا ہے؟ پاکستان کی نظریاتی اساس کو نظرانداز کر کے جو اقدام بھی کیا جائے گا' وہ وطن عزیز کے مسائل میں اضافے کا باعث ہوگا۔

عیسائی اقلیت قانون توہین رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کو انسانی حقوق کے منافی قرار دیتی ہے۔ اسی لیے وہ اس قانون کو کالا قانون اور امتیازی قانون کہتے ہیں۔ جناب نبی اکرم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس کا تحفظ مسلمانوں کے ایمان کا تقاضا اور بنیاد ہے۔ مسلمان ہر چیز برداشت کر سکتا ہے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں ادنیٰ درجہ کی توہین بھی برداشت نہیں کر سکتا۔ پھر اس قانون پر تنقید کرنے والی لابیاں اپنے موقف پر خود بھی ذرا غور کریں کہ وہ توہین رسالت صلی اللہ علیہ وسلم پر سزا کے قانون کو انسانی حقوق کے منافی قرار دے کر آخر کیا کہنا چاہتی ہیں؟ کیا ان کے نزدیک اللہ کے معصوم پیغمبروں کی توہین کرنا اور نعوذ باللہ

انہیں گالیاں دینا بھی انسانی حقوق میں شامل ہے؟

مسیحی برادری کے رویے میں ایک خامی یہ ہے کہ وہ قانون توہین رسالت کے مسئلہ پر غلط موقف کو اختیار کر کے اسی پر بے جا اصرار کر رہی ہے۔ مسیحی برادری کا اعتراض ہے کہ چونکہ اس قانون کا غلط استعمال ہوتا ہے' اس لیے اس قانون کو ختم کر دیا جائے۔ اگر یہ بات تسلیم کر لی جائے تو پھر شاید کوئی قانون بھی باقی نہ بچے گا۔ پاکستان میں کوئی بھی ایسا قانون تلاش نہیں کیا جا سکتا' جس کے تحت انتقامی کارروائیاں نہ ہوتی ہوں۔ یہاں قتل تک کے جھوٹے مقدمات درج کرائے جاتے ہیں تو کیا قتل کا قانون ختم کر دینا چاہیے۔ مسیحی برادری کو اسی امر پر غور کرنا چاہیے کہ عدالت کا مقصد ہی یہ ہوتا ہے کہ وہ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی کر دے۔ کوئی ملزم مجرم نہیں تو اس کو چھوڑ دیا جائے جبکہ جرم ثابت ہو جانے پر مجرم کو سزا دی جائے۔ ایسے میں یہ موقف بالکل بے بنیاد ہے کہ سرے سے قانون ہی ختم کر دیا جائے۔

چند سال پیشتر حکومت نے موجودہ شناختی کارڈوں کی جگہ کمپیوٹرائزڈ شناختی کارڈ جاری کرنے کا پروگرام بنایا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ اس نئے کارڈ پر بلڈ گروپ اور مذہب کا خانہ بھی ہونا چاہیے تاکہ معلوم ہو سکے کہ کون' کس مذہب سے تعلق رکھتا ہے۔ مجلس کے اس مطالبہ کی تمام دینی جماعتوں نے نہ صرف حمایت کی بلکہ بھرپور انداز میں تحریک کا ساتھ بھی دیا۔ مذہب کا اظہار فخر کی علامت ہے۔ اگر مذہب کا اظہار شرمندگی کا باعث بنتا ہے تو اس پر لعنت بھیج کر اسے چھوڑ دینا چاہیے۔ یہودیوں کو اپنے یہودی ہونے پر فخر ہے' عیسائیوں کو اپنے عیسائی ہونے پر فخر ہے' مسلمانوں کو اپنے مسلمان ہونے پر فخر ہے اور ہر مسلمان لاکھوں کے مجمع میں ڈنکے کی چوٹ پر اپنے مذہب کا اظہار کرنے میں خوشی محسوس کرتا ہے۔ خواہ اس کے لیے اسے کوئی بھی قربانی کیوں نہ دینا پڑے۔ تعزیرات پاکستان کی رو سے قادیانی خود کو مسلمان نہیں کہہ سکتے اور نہ ہی اپنا مذہب اسلام پیش کر سکتے ہیں۔ لیکن قادیانی خود کو غیر مسلم اقلیت تسلیم نہیں کرتے بلکہ وہ مسلمانوں کو غیر مسلم کہتے ہیں اور خود کو مسلمان کہتے ہیں۔ اس لیے قانون کی رو سے قابل تعزیر ہیں۔ حکومت نے مجلس تحفظ ختم نبوت کے اس مطالبہ کو تسلیم کر لیا۔ جس پر پورے ملک میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ قادیانیوں نے اس مطالبہ کی منظوری کو اپنی موت سمجھا لہٰذا انہوں نے عیسائی اقلیت کو ورغلایا اور پورے ملک میں احتجاجی تحریک شروع کر دی۔ پاکستان میں امریکی سفیر بھی ان کی حمایت میں کھل کر میدان میں آ گئے۔ جس کے نتیجے میں حکومت نے شناختی کارڈ میں مذہب کا خانہ ختم کر دیا۔ اس کامیابی پر عیسائی اور قادیانی اقلیت نے خوب جشن منایا۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ قادیانیوں نے عیسائی اقلیت کو استعمال کر کے پاکستان اور بیرون ممالک اپنے مذہب کی تبلیغ کی راہ ہموار کی۔

مسیحی برادری نے اپنے مطالبات کو منوانے کے لیے احتجاج کے لیے توڑ پھوڑ کا جو غیر قانونی و غیر اخلاق راستہ اختیار کیا' وہ انتہائی غیر مناسب تھا۔ شناختی کارڈ میں مذہب کے خانے اور قانون توہین رسالت کی خاتمے کے لیے احتجاج کے دوران جس طرح کا رویہ اختیار کیا گیا' اسے کسی صورت میں حوصلہ افزا نہیں کہا جا سکتا۔ اس ضمن میں صرف ایک دن کے مسیحی احتجاج کی مختصر جھلک پیش خدمت ہے:

☆ مسیحی مظاہرین کا پولیس سے ٹکراؤ' ٹاؤن ہال سے گورنر ہاؤس تک کا علاقہ میدان جنگ بن گیا۔ زبردست توڑ پھوڑ' مظاہرین نے ۱۰۰ کے قریب گاڑیوں کو نقصان پہنچایا۔ پولیس چوکیوں پر ہلہ بول کر سامان نذر آتش کر دیا۔

متعدد جگہوں پر رکاوٹیں کھڑی کر کے آگ لگائی۔ مال روڈ پر ٹریفک کے اشارے' پول' سائن بورڈ اور لیٹر بکس اکھاڑ دیے گئے۔ سواریوں سے بھرے رکشے الٹ دیے گئے آنسو گیس پھیلنے کے باعث چڑیا گھر کے جانور بھی بلبلا اٹھے۔ مال روڈ پر تین گھنٹے ٹریفک بند رہی۔ آنسو گیس کے اثرات ۳ گھنٹے تک رہے۔ گنگا رام ہسپتال میں مریض بھی متاثر ہوئے (''جنگ'' ۱۶/ نومبر ۹۲ء)

☆ مشتعل عیسائیوں کا گورنر ہاؤس پر حملہ' کونسلر منیر کھوکھر مظاہرین کو یسوع مسیح کی قسم دے کر گیٹ توڑنے پر اکساتے رہے۔ درختوں کو آگ لگانے کی کوشش' گاڑیوں کے ڈرائیوروں کی مظاہرین کے ہاتھوں ڈنڈوں سے پٹائی۔ (''پاکستان'' ۱۶/ نومبر ۹۲ء)

☆ مظاہرین نے مظاہرہ کے دوران نجی املاک کو بھی نقصان پہنچایا اور پولیس کی ایک بکتر بند گاڑی پر پٹرول سے بھری بالٹی گرا کر اسے آگ لگانے کی کوشش کی۔ مظاہرین کے پتھراؤ سے اے سی کینٹ' علاقہ مجسٹریٹ اور ایس پی زخمی ہوگئے۔ (''خبریں'' ۱۶/ نومبر ۹۲ء)

قانون توہین رسالت کے خاتمے کی تحریک سے قبل اور اس کے بعد عیسائی طالع آزما رہنماؤں نے اپنی تحریروں اور تقریروں میں ایسی زبان استعمال کی' جس سے نہ صرف مسلمانان پاکستان کے جذبات مجروح ہوئے بلکہ تمام محب وطن حلقوں نے اس کی شدید مذمت بھی کی۔ ایسے ہی بیانات کی ایک مختصر جھلک ملاحظہ فرمائیں:

❏ شناختی کارڈ میں مذہبی خانے کا فیصلہ واپس نہ لیا گیا تو صلیبی جنگوں کی یاد تازہ کر دیں گے۔ (ذوالفقار سندھو' جنرل سیکرٹری پاکستان مسیحی پارٹی)

❏ مسیحی برادری نے حکومت کی بنیاد پرست پالیسیوں کی وجہ سے اقوام متحدہ سے پاکستان کی امداد بند کرنے کا مطالبہ کر دیا۔ شناختی کارڈ میں مذہب کا خانہ رہا تو اس ملک کا خانہ خراب کر دیں گے۔ (جے سالک' کونسلر طارق گل اور دیگر لیڈروں کا خطاب)

❏ مسیحیوں کے اسرائیل جانے پر پابندی ختم کی جائے اور اسرائیل کے ساتھ سفارتی تعلقات قائم کیے جائیں۔ (ناظر بھٹی' صدر پاکستان کرسچین کانگریس)

❏ شناختی کارڈ میں مذہب کے خانے کا اضافہ ہوا تو پاکستان میں بوسنیا کے حالات پیدا ہو جائیں گے۔ (سلیم کھوکھر' ایم پی اے سندھ اسمبلی)

❏ عیسائی اقلیت نے پاکستان میں ایک علیحدہ صوبہ کا بھی مطالبہ کیا جس کا نام ''ترکستان'' ہوگا۔ علاوہ ازیں انہوں نے اس علاقہ کی بھی نشاندہی کی کہ راوی اور ستلج کے درمیان والا علاقہ ہم عیسائیوں کو دے دیا جائے۔

مسیحی برادری کے ترجمان رسائل و جرائد بعض اوقات ایسی اشتعال انگیز تحریریں شائع کرتے ہیں' جس سے مسلم مسیحی برادری میں بھائی چارے اور مفاہمت کی فضا مجروح ہوتی ہے اور بسا اوقات تو ان اشتعال انگیز تحریروں ہی کے باعث امن و امان کا مسئلہ پیدا ہو جاتا ہے۔ نمونہ کے طور پر صرف ایک مسیحی جریدے کی چند تحریریں مع حوالہ جات درج ذیل ہیں:

☆ لیکن آپ (مسلمان) کے دوزخ میں بھی ہمارے لیے کوئی گنجائش نہ ہوگی۔ اس میں آپ (مسلمانوں) کے اللہ میاں براجمان ہوں گے۔ (مسیحی ماہنامہ ''کلام حق'' گوجرانوالہ' اگست ۹۳ء صفحہ ۱۴)

☆ قرآن کی پہلی الہامی غلطی جبرئیل نے کروائی کہ خدا تین ہیں۔ (سورہ النساء‘ آیت ۱۷۱) اور معلوم ہوتا ہے کہ ناخواندہ تھا۔ اس نے انجیل مقدس اور بائبل کو نہ پڑھا تھا‘ ورنہ وہ ایسی غلطی نہ کرتا۔ (”کلام حق“ اکتوبر ۹۲ء صفحہ ۱۰)

☆ تمہارے خدا اپنی ذات الٰہی کے ظہور و تجسم پر قادر ہے۔ نہ وہ پیار بھرا آسمانی باپ ہے‘ نہ اس نے گنہگاروں کی نجات کا خود انتظام کیا تھا۔ (ایضاً‘ صفحہ ۱۱)

وطن عزیز کی ۱.۵۶ فیصد مسیحی آبادی کے ترجمان رسائل و جرائد اگر اس طرح کی اشتعال انگیز تحریریں شائع کریں گے تو اس بات کی کیسے ضمانت دی جا سکتی ہے کہ اکثریتی آبادی کا کوئی جذباتی فرد کسی بھی وقت قانون کو ہاتھ میں نہیں لے گا۔ مسیحی برادری کو اس امر پر بھی غور کرنا چاہیے۔

جہاں تک سابق اقلیتی وزیر جے سالک کا تعلق ہے‘ یہ ایک حقیقت ہے‘ جس سے انکار ممکن نہیں کہ جے سالک حادثاتی طور پر اقلیتی ایم۔ این۔ اے منتخب ہوئے ورنہ وہ اس سے پہلے باقاعدہ گندی نالیاں اور گٹر وغیرہ صاف کیا کرتے تھے اور لوگ انہیں ”بھکو چوڑا“ کے نام سے پکارتے تھے۔ جے سالک خود کہتے ہیں کہ انہیں اپنے ماضی پر فخر ہے۔ مقولہ ہے کہ جو کچھ برتن کے اندر ہوتا ہے‘ وہی باہر ٹپکتا ہے---- لہٰذا جے سالک اخبارات و رسائل میں خبریں چھپوانے کے لیے ایسی گھٹیا حرکات کے مرتکب ہوتے ہیں‘ جو اخبار نویسوں کے نزدیک واقعی خبر ہوتی ہے۔ یعنی ”انسان نے کتے کو کاٹ لیا“ جے سالک کا ٹاٹ کا لباس پہننا‘ صلیب پر لٹکنا‘ اپنے گھر کا سامان مال روڈ پر نذر آتش کر کے اس کی راکھ اپنے سر پر ڈالنا‘ زندہ دفن ہونے کی دھمکی دینا‘ اپنا گھر چھوڑ کر چڑیا گھر لاہور کے سامنے اپنی بیوی کے ہمراہ خیمہ زن ہونا‘ منہ میں چوسنی لینا‘ پیدل مارچ‘ اونٹ مارچ‘ اسمبلی میں جوتیاں چھوڑ کر ننگے پاؤں باہر نکل آنا محض ڈرامہ بازی ہے‘ جو ایک ایم۔ این۔ اے کو زیب نہیں دیتی۔ جے سالک اخبارات کی زینت بننے کی خاطر بعض اوقات قانون شکنی کے بھی مرتکب ہوتے ہیں۔ انہوں نے بحیثیت ایم۔ این اے ۱۱/ اپریل ۱۹۹۳ء کو کراچی میں اپنے بیٹے ڈیوڈ سالک کے ہمراہ موٹر سائیکل پر ڈبل سواری پر پابندی کی اعلانیہ خلاف ورزی کی جس پر پولیس نے ان کے خلاف دفعہ ۱۴۴ کی خلاف ورزی کے الزام میں مقدمہ درج کر لیا مگر گرفتار نہ کیا اور کچھ عرصہ بعد مقدمہ خود بخود ختم ہو گیا۔ اخبارات نے اس پورے واقعہ کو باتصویر شائع کیا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ پہلے ہی سے Pre-Planned تھا۔ اس طرح انہوں نے ۶/ نومبر ۹۲ء کو اعلان کیا کہ ۲۵/ دسمبر ۹۲ء کو عیسائی عوام کے مقدس دن کے موقع پر وہ حکومت پاکستان کو‘ پاکستان کے کسی بھی شہر میں جلسہ عام نہیں کرنے دیں گے۔ اگر حکومت یا کسی اور نے جلسہ عام کرنے کی کوشش کی تو اس کے مقابلہ میں ”ٹائر جلاؤ دھواں پھیلاؤ“ مہم کا آغاز کر دیا جائے گا اور جلسہ گاہ میں مچھر مار دوائی چھینکی جائے گی اور سٹیج پر قبضہ کر لیا جائے گا۔

جے سالک اسلام اور مسلمانوں کی دل آزاری کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتے۔ وہ اکثر اپنی تقاریر میں یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ چونکہ پاکستان کی پہلی دستور ساز اسمبلی کے اجلاس میں تلاوت قرآن مجید نہیں ہوئی تھی‘ جس کا مطلب یہ تھا کہ پاکستان ایک سیکولر ملک ہے‘ جہاں مذہب اور عقیدے کی کوئی گنجائش نہیں۔ اس لیے قومی اسمبلی کے اجلاس کے شروع میں تلاوت قرآن مجید نہیں ہونی چاہیے۔ اس کے برعکس جے سالک اپنی ہر تقریر کے شروع میں انجیل کی آیات تلاوت کرتے ہیں اور یہ آیت تو وہ اکثر دہراتے ہیں کہ ”خداوند خدا یوں

فرماتے ہیں کہ تو خوف نہ کر کیونکہ میں تیرے ساتھ ہوں"۔

۱۹۹۵ء میں جے سالک کے محکمہ بہبود آبادی نے ایک ٹیبل کیلنڈر شائع کیا' جس کے ماہ جولائی کے صفحہ پر ۲۷ ویں پارے کی سورہ الحدید کی آیت نمبر ۲۰ کو مع ترجمہ کے شائع کیا مگر اس آیت مبارکہ میں کئی تبدیلیاں کر کے اپنے مطلب کا مفہوم نکالا گیا۔ آیت مقدسہ کو شائع کرتے وقت آیت مبارکہ کے پہلے دس گیارہ الفاظ لینے کے بعد درمیان میں سے ۱۸ الفاظ چھوڑ کر آخری الفاظ شامل کر لیے گئے۔ نعوذ باللہ اس طرح تحریف شدہ عبارت کو سورہ الحدید کی آیت نمبر ۲۰ قرار دیا جس سے نئی آیت بنا دی گئی اور ترجمہ بدل گیا۔ محکمہ بہبود آبادی نے قرآن پاک میں تحریف کی ناپاک جسارت کی کیونکہ اس طرح آیت کا مفہوم بدل سکتا ہے اور معنی کچھ سے کچھ نکل سکتے ہیں۔ محکمہ کی اس شرمناک حرکت پر جے سالک کو مسلمانوں کے مذہبی جذبات کا احساس ہوتا تو مستعفی ہو جاتے لیکن وہ نہ مستعفی ہوئے اور نہ ہی انہوں نے اس سلسلہ میں کوئی معذرت کی جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ دال میں کچھ کالا ضرور تھا۔

میں نے جے سالک سے چند سال پیشتر لاہور ہائی کورٹ میں ملاقات کی تھی اور اپنی ملاقات میں ان سے عرض کیا تھا کہ قادیانی حضرات اپنے انگریزی نبی آنجہانی مرزا غلام احمد قادیانی کو مسیح موعود ثابت کرنے کے لیے سرعام حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان میں انتہائی توہین کے مرتکب ہوتے ہیں۔ آپ کو اس طرف بھی توجہ دینی چاہیے۔ ملاقات کے دوران میں نے انہیں مرزا قادیانی کی اصل کتب بھی دکھائیں تاکہ کوئی شبہ نہ رہ جائے۔ میں انتہائی کرب اور مجبوری کے ساتھ چند حوالہ جات بطور نمونہ پیش کرتا ہوں:

- "آپ (عیسیٰ علیہ السلام) کو گالیاں دینے اور بدزبانی کی اکثر عادت تھی۔ ادنیٰ ادنیٰ بات میں غصہ آ جاتا تھا۔ اپنے نفس کو جذبات سے روک نہیں سکتے تھے مگر میرے نزدیک آپ کی یہ حرکات جائے افسوس نہیں کیونکہ آپ تو گالیاں دیتے تھے اور یہودی ہاتھ سے کسر نکال لیا کرتے تھے۔ یہ بھی یاد رہے کہ آپ (عیسیٰ علیہ السلام) کو کسی قدر جھوٹ بولنے کی بھی عادت تھی"۔ (حاشیہ "انجام آتھم" ص ۵' مندرجہ "روحانی خزائن" جلد ۱۱' ص ۲۸۹' از مرزا قادیانی)

- "نہایت شرم کی بات یہ ہے کہ آپ نے پہاڑی تعلیم کو جو انجیل کا مغز کہلاتی ہے' یہودیوں کی کتاب طالمود سے چرا کر لکھا ہے اور پھر ایسا ظاہر کیا ہے کہ گویا یہ میری تعلیم ہے"۔ (حاشیہ "انجام آتھم" ص ۶' مندرجہ "روحانی خزائن" نمبر ۱۱' ص ۲۹۰' از مرزا قادیانی)

- "عیسائیوں نے بہت سے آپ کے معجزات لکھے ہیں مگر حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ نہیں ہوا

اور اس دن سے کہ آپ نے معجزہ مانگنے والوں کو گندی گالیاں دیں اور ان کو حرام کار اور حرام کی اولاد ٹھہرایا' اسی روز سے شریفوں نے آپ سے کنارہ کیا"۔ (حاشیہ "انجام آتھم" ص ۶' مندرجہ "روحانی خزائن" نمبر ۱۱' ص ۲۹۰' از مرزا قادیانی)

- "آپ (عیسیٰ علیہ السلام) کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے۔ تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زناکار اور کسبی عورتیں تھیں جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا مگر شاید یہ بھی خدائی کے لیے ایک شرط

ہوگی۔ آپ کا کنجریوں کے میلان اور صحبت بھی شاید اسی وجہ سے ہو کہ جدی مناسبت درمیان ہے ورنہ کوئی پرہیزگار انسان ایک جوان کنجری کو یہ موقعہ نہیں دے سکتا کہ وہ اس کے سر پر اپنے ناپاک ہاتھ لگادے اور زناکاری کی کمائی کا پلید عطر اس کے سر پر ملے اور اپنے بالوں کو اس کے پیروں پر ملے۔ سمجھنے والے سمجھ لیں کہ ایسا انسان کس چلن کا آدمی ہو سکتا ہے"۔ ("انجام آتھم" ص ۷، مندرجہ "روحانی خزائن" نمبر ۱۱، ص ۲۹۱، از مرزا غلام احمد قادیانی)

✪ "یورپ کے لوگوں کو جس قدر شراب نے نقصان پہنچایا ہے، اس کا سبب تو یہ تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام شراب پیا کرتے تھے۔ شاید کسی بیماری کی وجہ سے یا پرانی عادت کی وجہ سے"۔ ("کشتی نوح" حاشیہ، ص ۷۳، مندرجہ "روحانی خزائن" جلد ۱۹، ص ۷۱، از مرزا قادیانی)

مرزا قادیانی چونکہ خود شراب پیتا تھا، اس لیے اس نے اپنے لیے جواز پیدا کرنے کے لیے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر الزام لگا دیا۔

✪ "یسوع اس لیے اپنے تئیں نیک نہیں کہہ سکا کہ لوگ جانتے تھے کہ یہ شخص شرابی کبابی ہے۔ اور یہ خراب چال چلن نہ خدائی کے بعد بلکہ ابتداء ہی سے ایسا معلوم ہوتا ہے۔ چنانچہ خدائی کا دعویٰ شراب خوری کا ایک بد نتیجہ ہے"۔ ("ست بچن" حاشیہ ص ۱۷۲، مندرجہ "روحانی خزائن" جلد ۱۰، ص ۲۹۶، از مرزا قادیانی)

✪ "لیکن مسیح کی راست بازی اپنے زمانہ میں دوسرے راست بازوں سے بڑھ کر ثابت نہیں ہوتی۔ بلکہ یحییٰ نبی کو اس پر ایک فضیلت ہے کیونکہ وہ شراب نہیں پیتا تھا اور کبھی نہیں سنا گیا کہ کسی فاحشہ عورت نے آکر اپنی کمائی کے مال سے اس کے سر پر عطر ملا تھا یا ہاتھوں اور اپنے سر کے بالوں سے اس کے بدن کو چھوا تھا یا کوئی بے تعلق جوان عورت اس کی خدمت کرتی تھی، اسی وجہ سے خدا نے قرآن میں یحییٰ کا نام حصور رکھا مگر مسیح کا یہ نام نہ رکھا کیونکہ ایسے قصے اس نام کے رکھنے سے مانع تھے"۔ (مقدمہ "دافع البلاء" ص ۴، مندرجہ "روحانی خزائن" جلد ۱۸، ص ۲۲۰، از مرزا قادیانی)

✪ "خدا نے اس امت میں سے مسیح موعود بھیجا جو اس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے اور اس نے اس دوسرے مسیح کا نام غلام احمد رکھا"۔ ("دافع البلاء" ص ۱۳ مندرجہ "روحانی خزائن" جلد ۱۸، ص ۲۳۳، از مرزا قادیانی)

✪ "یہ عجیب بات ہے کہ حضرت مسیح نے تو صرف مہد میں ہی باتیں کیں مگر اس (مرزا قادیانی) کے لڑکے نے پیٹ میں ہی دو مرتبہ باتیں کیں"۔ ("تریاق القلوب" ص ۸۹، مندرجہ "روحانی خزائن" جلد ۱۵، ص نمبر ۲۱۷ از مرزا قادیانی)

"ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو
اس سے بہتر غلام احمد ہے"

("دافع البلاء" ص ۲۰، مندرجہ "روحانی خزائن" جلد ۱۸، ص ۲۴۰ از مرزا قادیانی)

انہوں نے میری تمام گفتگو بڑی توجہ اور انہماک سے سنی اور پھر اس کے جواب میں انہوں نے جو کچھ فرمایا، اس سے میرے رونگٹے کھڑے ہوگئے اور میں بہت زیادہ پریشان ہوا۔ انہوں نے کہا کہ "ہم حضرت عیسیٰ علیہ

اسلام کے گستاخ کے لیے کسی قسم کی سزا کا مطالبہ نہیں کرتے اور ویسے بھی یہ ہمارا اور قادیانیوں کا معاملہ ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر مسلمانوں سے زیادہ مسیحی حضرات کا حق ہے۔ جب ہم اس پر کسی رد عمل کا اظہار نہیں کرتے تو آپ کو کیا تکلیف ہوتی ہے"۔ بالکل یہی باتیں انہوں نے گوجرہ میں ۸ نومبر ۱۹۹۲ء کو ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہیں جو اگلے روز اخبارات میں شائع ہوئیں۔ ان حقائق سے آپ جے سالک کی مذہبی غیرت و حمیت کا اندازہ بخوبی لگا سکتے ہیں۔

گزشتہ سال شانتی نگر ضلع خانیوال میں مسلم عیسائی فسادات کو مغربی میڈیا نے غیر معمولی کوریج دی اور بھارت سمیت تمام اسلام دشمن ملکوں نے اس واقعہ کو اچھال کر پوری دنیا میں اہل پاکستان کو رسوا کیا۔ جے سالک سمیت مختلف عیسائی راہنماؤں اور نام نہاد حقوق انسانی کی تنظیموں نے اس واقعہ کی آڑ میں غیر ممالک سے اربوں روپے کے فنڈز حاصل کر کے پاکستان کے خلاف زبردست لابنگ کی۔ حکومت نے فوری طور پر اس واقعہ کی مکمل غیر جانبدارانہ تحقیقات کے لیے لاہور ہائی کورٹ کے جناب جسٹس تنویر احمد خاں پر مشتمل یک رکنی ٹریبونل قائم کیا' جنہوں نے خانیوال جا کر اس سارے وقوع کی تحقیقات کی اور بیانات قلم بند کیے۔ عیسائی تنظیموں نے اس ٹریبونل پر مکمل اعتماد کا اظہار کیا۔ ٹریبونل نے اپنی رپورٹ میں اس المناک واقعہ کا ذمہ داری نور نبی نامی قادیانی کو ٹھہرایا جو ضلع خانیوال میں جماعت احمدیہ کے امیر ہیں۔ قادیانی چاہتے تھے کہ پورے ملک میں مسلم عیسائی فسادات شروع ہو جائیں اور پاکستان کا امیج پوری دنیا میں خراب ہو۔ حکومت نے آج تک ٹریبونل کی طرف سے اس واقعہ کے ذمہ داروں کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی۔

جہاں تک جے سالک کے ایماندار ہونے کا تعلق ہے' ان سے پوچھا جا سکتا ہے کہ انہوں نے حکومت پاکستان کی طرف سے مئی ۱۹۹۳ء میں جاری ہونے والے کروڑوں روپے کے ترقیاتی فنڈز کو کہاں خرچ کیا؟ آپ یہ سن کر حیران ہوں گے کہ جے سالک نے اپنی انتخابی مہم کے دوران دیگر بھاری اخراجات کے علاوہ "جے سالک ایک بار پھر تولا جائے" کے عنوان سے بڑے سائز کا چار رنگہ بھاری بھر ضخیم رسالہ شائع کیا جس میں انہوں نے قومی اخبارات و رسائل میں شائع ہونے والی اپنی خبروں اور مضامین کو جمع کیا ہے۔ انہوں نے اس رسالہ کو اپنے وسیع حلقہ کے علاوہ ہر خاص و عام تک پہنچانے کی بھرپور کوشش کی۔ اگر اس رسالہ پر آنے والی محتاط لاگت صرف ۱۰۰ روپے ہی لگائی جائے تو کم از کم دس ہزار رسالہ شائع کرنے پر اس کی مجموعی لاگت دس لاکھ روپے بنتی ہے اور میرا چیلنج ہے کہ اس قسم کا قیمتی رسالہ پورے پاکستان میں جاگیرداروں اور سرمایہ داروں سمیت کسی بھی ایم۔ این۔ اے کو شائع کرنے کی ہمت نہیں ہوئی۔ یہ اخراجات کہاں سے پورے ہوتے ہیں' یہ ایک معمہ ہے۔ پی ڈبلیو ڈی کی لیبر یونین کے عہدیداروں اور مسیحی راہنماؤں کی طرف سے جے سالک پر شدت سے یہ الزام عائد کیا گیا کہ وہ محکمے میں ہونے والے ٹھیکوں سے ۱۸ فیصد کمیشن حاصل کر کے اپنے منظور نظر ٹھیکیدار کو ٹھیکے دیتے تھے جس سے پی ڈبلیو ڈی کو کروڑوں روپے کا نقصان پہنچایا گیا۔ انہوں نے احتساب سیل سے بھی کارروائی کرنے کا مطالبہ کیا۔

ابھی چند دن پیشتر لاہور کے ایک سول جج نے جے سالک کو بذریعہ اشتہار عدالت میں طلب کرنے کا حکم جاری کیا ہے۔ جے سالک کے خلاف ایک خاتون ڈاکٹر نگہت ہمدانی نے اپنے مکان میں بید خلی اور کرایہ کی وصولی کا دعویٰ کر رکھا ہے۔ تفصیلات کے مطابق گلبرگ کی رہائشی مدعیہ نے اپنے دعوے میں موقف اختیار کیا ہے کہ اس

نے جے سالک کو اپنے k / 22 گلبرگ III میں واقع گھر کا اوپر والا پورشن کرایہ پر دیا۔ ماہانہ کرایہ ۷ ہزار روپے تھا اور طے پایا تھا کہ جے سالک ہر ماہ کی ۱۵ تاریخ تک کرایہ ادا کیا کرے گا۔ دعوے میں کہا گیا ہے کہ جے سالک اپریل ۱۹۹۶ء تک باقاعدگی سے کرایہ ادا کرتا رہا۔ بعد میں اچانک اس نے کرایہ ادا کرنا بند کر دیا اور اس نے اپنے آپ کو "رینٹ رسٹرکشن آرڈیننس" کی شرائط کے مطابق نادہندہ تسلیم کر لیا۔ جے سالک کے ذمہ اب تک ۱۸ ماہ کا ۱لاکھ ۲۶ ہزار روپے کرایہ واجب الادا ہے۔ دعوے میں کہا گیا کہ میں نے جے سالک کو ۲ قانونی نوٹس بھجوائے جس پر پہلے اس نے کرایہ ادا کرنے کا وقت مانگا۔ بعد میں صاف انکار کر دیا۔ مدعیہ نے کہا کہ میں نے جے سالک کو بطور سیاست دان اپنا مکان کرایہ پر دیا تھا۔ مگر اس کے رویے کی وجہ سے اب وہ نظروں میں گر چکا ہے۔ اس نے مکان گھریلو استعمال کے لیے لیا جسے بعد میں اس نے سیاسی دفتر بنا لیا۔ طرح طرح کے لوگ گھر میں آتے تھے۔ اس سے جائیداد کو نقصان پہنچا۔ دعوے میں عدالت سے استدعا کی گئی کہ جے سالک سے پچھلا کرایہ دلوا کر مکان خالی کرایا جائے۔ عدالت نے دعوے کی سماعت ۱۱ مارچ تک ملتوی کر دی ہے۔

جے سالک وزیر بننے سے پہلے گندے تیل کا کاروبار کرتے تھے (گندہ تیل یعنی استعمال شدہ موبائل آئل کو غیر قانونی طور پر دوبارہ صاف کرنے کا کام) وزیر بننے کے بعد انہوں نے بے نظیر حکومت کو پاکستان سے سور دوسرے ممالک کو بھجوانے کا ٹھیکہ لینے کی درخواست دی۔ وہ پاکستان کو پوری دنیا میں سور کے ایکسپورٹر کے طور پر روشناس کرانا چاہتے تھے۔ نہیں معلوم کہ پھر اس درخواست کا کیا بنا؟

ان تمام مذکورہ "کارناموں" کے عوض ۱۹۹۵ء میں بے نظیر حکومت نے جے سالک کو نوبل انعام کے امیدوار کے طور پر نامزد کیا۔ اس پر ہمیں قطعاً کوئی تعجب نہیں ہوا کیونکہ اگر جناب جہانگیر بدر ایسا جیالا چیف جسٹس آف پاکستان کے اہم ترین عہدہ کے لیے بے نظیر بھٹو کے حسن انتخاب میں سما سکتا ہے تو جے سالک تو "ترقی معکوس" میں ان سے کسی طور بھی کم نہیں۔ میں انہی معروضات کے ساتھ آپ سے اجازت چاہوں گا۔

والسلام

علامہ محمد ابو ٹیپو خالد الازہری سیکرٹری نشر و اشاعت
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت' لاہور

سانحہ ارتحال

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کوئٹہ کے مبلغ حضرت مولانا عبدالعزیز جتوئی کی والدہ ماجدہ کی وفات پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنماؤں اور مرکزی دفتر کے ساتھیوں نے اپنے مشترکہ تعزیتی بیان میں مولانا کی والدہ ماجدہ کی وفات پر گہرے دکھ اور دلی صدمہ کا اظہار کیا ہے۔ اور مرحومہ کے لئے دعا کی ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ان کے پسماندگان کو صبر و جمیل عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

بچوں کا صفحہ

اشتیاق احمد

ناعاقبت اندیش مرزا

مرزا کو ایک خیال شاید زندگی بھر نہیں آیا ہوگا' لیکن ہم وہ خیال مرزائیوں کو تو دلا ہی سکتے ہیں' ہو سکتا ہے..... کسی کی سمجھ میں وہ بات آجائے اور وہ جھوٹی نبوت کے چنگل سے نکل آئے۔

بات بالکل صاف اور سیدھی ہے..... بلکہ وہ سامنے کی بھی ہے..... اور اس بات سے کوئی مرزائی انکار بھی نہیں کر سکتا..... اسی کو کہتے ہیں دو+دو=چار۔

اب میں وضاحت کرتا ہوں..... مرنے کے بعد جب آدمی کو قبر میں رکھا جاتا ہے اور قبر ڈھانک دی جاتی ہے..... عزیز رشتے دار دعا مانگ کر چلے جاتے ہیں تو منکر نکیر قبر میں آتے ہیں..... وہ تین سوال اس سے کرتے ہیں۔

پہلا سوال! تیرا رب کون ہے۔

وہ جواب دیتا ہے! میرا رب اللہ ہے۔

دوسرا سوال' تیرا دین کیا ہے۔

وہ جواب دیتا ہے..... میرا دین اسلام ہے۔

تیسرا سوال آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ مبارک سامنے کر کے پوچھا جاتا ہے۔

تو اس شخص کے بارے میں کیا کہتا ہے۔

وہ جواب دیتا ہے' یہ حضرت محمد ہیں..... آخری نبی ہیں..... جو اسلام لے کر دنیا میں آئے' ہمارے پاس واضح دلیلیں لے کر آئے' ہم نے ان سب دلیلوں کو سچا جانا جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم لے کر آئے تھے' میں ان پر ایمان لایا تھا۔

لیکن جب کوئی مرزائی مرے گا' اسے دفن کیا جائے گا تو یہ تین سوال اس سے بھی کیے جائیں گے..... ہمارا مرزائیوں سے سوال ہے..... وہ ان تین سوالات کے کیا جواب قبر میں دیں گے..... ان تین سوالات کے جوابات کے لیے انہیں ابھی سے فکر مند ہو جانا چاہیے..... آخر وہ کیا جواب دیں گے..... صاف ظاہر ہے..... وہ تینوں سوالات کے جوابات میں ایک ہی بات کہیں گے۔

میں نہیں جانتا۔

میں نہیں جانتا۔

میں نہیں جانتا۔

اس میں نہیں جانتا سے بچنے کے لیے تمام مرزائیوں کے لیے صرف اور صرف ایک راستا ہے' یہ کہ مرزائیت سے تائب ہو جائیں..... اور اسلام کا دامن تھام لیں تبھی وہ ان تین سوالات کے جواب دے سکیں گے..... ورنہ پھر فرشتوں کے گرز ان کے لیے تیار ہیں۔

آپکی توجہ کے طالب = برما کے مظلوم مسلمان

محترمی و مکرمی ________ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جیساکہ آپ کے علم میں ہے کہ اسلام اور مسلم دشمنی میں دنیا بھر کے کفار ایک مشترکہ حکمت عملی کے تحت مسلمانوں کو دنیا کے مختلف حصوں اور ملکوں میں اپنے ظلم کا نشانہ بنائے ہوئے ہیں۔ جیساکہ کشمیر بوسنیا، فلسطین فلپائن چیچنیا اریٹیریا وغیرہ
ان ہی میں سے بد قسمت ملک ارکان (برما) بھی ہے جہاں عرصہ دراز تک اسلامی حکومت قائم تھی۔ 1784ء میں ظالم بدھ مت برمی حکمرانوں نے اس پر ناجائز قبضہ جمالیا اس وقت سے اب تک وہاں کے مسلمان ظلم کی چکی میں کس طرح پس رہیں ہیں یہ وہی جانتے ہیں۔ برمی حکومت وقتاً فوقتاً مختلف انداز سے ان نہتے مظلوم مسلمانوں پر ظلم ستم کے پہاڑ ڈھا رہی ہے۔ زمینیں چھین لی گئیں۔ بے شمار مسجدیں شہید کر دی گئیں۔ قبرستانوں کو اصطبل بنا دیا گیا۔ مسلمانوں کے لئے ملازمتوں کے دروازے بند کر دیئے گئے ہزاروں مسلمانوں کو مختلف حیلے اور بہانوں سے جیل میں ٹھونس دیا گیا۔ حج جمعہ اور قربانی جیسے شعائر اسلام پر پابندی عائد کر دی گئی۔ پردہ کو جرم قرار دے دیا گیا مسلمانوں سے جبراً مفت کام لینا روز کا معمول بن گیا۔ یہاں تک کہ 1982ء سے ان کی شہریت بھی ختم کر دی گئی غرض کہ ان پر ظلم کا کوئی بھی حربہ فروگزاشت نہ جانے دیا گیا۔
اسی بنا پر 1978ء سے بڑی تعداد میں روہنگیا مسلمانوں کی ہجرت وقفہ وقفہ سے جاری ہے، اس وقت بھی تقریباً پانچ لاکھ ارکانی مہاجرین بنگلادیش میں کسمپرسی کی حالت میں خیموں میں زندگی گزار رہے ہیں، ہزاروں ارکانی مسلمان عیسائی مشنری کے سیل ارتداد میں بہہ گئے، لاکھوں مہاجرین لقمہ اجل بن گئے، بے شمار نوجوان اپنے اہل و اعیال سے ہاتھ دھو بیٹھے، سینکڑوں بچے یتیم ہو گئے، غرض ان مظلوم مسلمانوں کے ظلم و ستم کی ایک دردناک اور افسوس ناک داستان ہے جس کے لئے ایک مکمل کتاب چاہئے۔
بہرحال ان مظلوموں اور بے سہارا کو مسلمانوں کی مدد کرنا اور نئی نسل کو تعلیم و تربیت سے مزین کرنا اور ان کے نوجوانوں کو عسکری تربیت کے ساتھ روحانی اور اخلاقی زیور سے آراستہ کرنا امت مسلمہ کا اجتماعی فریضہ ہے۔
الحمد للہ برما کے علماء کرام کی منفرد جماعت حرکۃ الجہاد الاسلامی ایک عرصہ سے یہ کام سرانجام دے رہی تھی لیکن فی الحال بعض وجوہات کی بناء پر علماء کرام کے مشورہ سے حرکت کا ایک ذیلی ادارہ جمعیۃ خالد بن ولید الخیریہ کے نام سے عمل میں لایا گیا ہے تاکہ عیسائی مشنری کے خلاف کام کرنے میں آسانی ہو۔ اس ادارہ نے اب تک تہی دستی کے باوجود مہاجرین کے کیمپوں میں چالیس ابتدائی مدارس قائم کئے ہیں۔ جبکہ کام کو اور کہیں آگے بڑھانے کی ضرورت ہے تاکہ مسلمانوں کے ایمان کو بچایا جا سکے، اس کے علاوہ مظلوک الحال مہاجرین کی اعانت بھی جمعیۃ کے فرائض میں شامل ہے۔ لہذا اہل ثروت حضرات اپنے صدقات، زکوۃ، عطیات اور مالی و اخلاقی تعاون سے اس ادارہ کو مستحکم کرنے کی کوشش فرمائیں۔

فجزاکم اللہ احسن الجزاء ○ واللہ علی ما نقول وکیل

اخوکم فی اللہ
عبدالقدوس مجاہد (امیر مرکزیہ)

مصارف

(1) مہاجرین ارکان (برما) کے لیے (2) تنظیم کے تحت چلنے والے دینی اداروں کے اساتذہ کرام کی تنخواہوں کے لئے
(3) غازیوں کے اہل و عیال کی کفالت کے لئے (4) میدان جہاد میں برسرپیکار مجاہدین کے لئے (5) ماہنامہ "الرباط" کی طباعت کے لئے

عنوان المراسلات

منی آرڈر اور ڈاک کے لئے: مولانا عبدالقدوس مجاہد۔ اسلام میڈیکل سٹور گلی نمبر (3)
36-G لانڈھی کراچی نمبر 30 فون: 5041823

P.O Box 21, coxs Bazar, Bangladesh
Phone:Res:00880341-3723- Off: 3830/3874

بینک ڈرافٹ کے لئے: مولانا رؤف العالم۔ کرنٹ اکاؤنٹ نمبر
1162-28 الائیڈ بینک کے ایریا کورنگی ٹاؤن شپ کراچی

Jamiat Khalid Bin Waleed Al Kharia
Account No. 14625-6 Islami Bank.
Coxs Bazar Bangladesh

رابطہ برائے لاہور
سید حبیب اللہ شاہ خطیب جامع مسجد نقل نبی
نوری بلڈنگ چوک اسلام پورہ لاہور

قادیانیت سے اسلام تک

ترتیب و تحقیق

محمد متین خالد

ایسے خوش نصیبوں کی ایمان پرور، فکر انگیز اور المناک داستان

- جو گمراہی اور ضلالت کے تاریک و عمیق گڑھے میں ارتداد و جہالت کی زندگی گزار کر اسلام کے پُرنور اور ابدی اُجالے میں آگئے۔
- جو گھر کے بھیدی کی حیثیت سے قادیانیت کے سربستہ رازوں سے پردہ اٹھاتے ہیں۔
- جس نے "جھوٹی نبوت" کے ایوانوں میں قیامت خیز زلزلہ بپا کر دیا۔
- جس کے مطالعے سے ہر قادیانی اپنی تقدیر بدل سکتا ہے۔

جو اعتراف کرتے ہیں کہ قادیانیت:

بے یقینیوں، مفروضوں، اندازوں، مجبوریوں، فریب کاریوں، دھوکہ دہیوں، دشنام طرازیوں، خوف و ہراس، تضاد و اضداد، اضطرابیت، بے سکونیت، الحاد و ضلالت، جہالت و وحشت، زندیقانہ، فحاشی و عریانی، قتل و غارت، غداری و تخریب، فتنہ و فساد، غدر و بغاوت، فسق و فجور، کبر و غرور، کفر و الحاد، ظلم و استبداد، نخوت و شقاوت، مصنوعی پارسائی، من گھڑت تاویلات، اسلام کی تذلیل و تکذیب، اسلام دشمن طاقتوں کا آلۂ کار، اور شرم و حیا سے عاری بدترین اخلاق باختہ جنسی سکینڈلز کا مذہب ہے۔

اظہارِ حق کی پاداش میں اِن "مظلوموں" پر مصائب کے وہ پہاڑ ٹوٹے، اگر وہ دنوں پر وارد ہوتے تو راتیں بن جاتیں۔

اپنی نوعیت کی منفرد کتاب، جس کا مطالعہ وقت کا مطالبہ ہے۔

آئیے، پڑھیے اور اپنے ایمان کی حفاظت کیجیے!

دیباچہ نگار

- حضرت مولانا اللہ وسایا ایڈیٹر ہفت روزہ ختمِ نبوت انٹرنیشنل
- جناب مسکین فیض الرحمان مرکزی امیر تحریک منہاج القرآن
- جناب حافظ شفیق الرحمٰن معروف کالم نگار روزنامہ "دن"
- جناب پروفیسر محمد ظفر عادل

کمپیوٹر کتابت • بہترین کاغذ • دیدہ زیب طباعت • مضبوط جلد • جدید ڈیزائننگ • چار رنگا انتہائی خوبصورت ٹائیٹل • صفحات: 564
قیمت/200 روپے • جماعتی کارکنوں کے لیے خصوصی رعایت" قیمت صرف 100 روپے مع 20 روپے ڈاک خرچ (ترسیل بذریعہ منی آرڈر، وی پی ہرگز نہ ہوگی)

مکتبہ تعمیر انسانیت اُردو بازار لاہور
فون 7237500

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
حضوری باغ روڈ ملتان 514122